نصرة

میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ ۳۶

مئی / جون ۲۰۱۷ بمطابق

شعبان / رمضان ۱۴۳۸ ہجری

وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچا

برصغیر پاک وہند میں میزائل پروگرام پر ہونے والی پیش رفت

حکمران چین کے لیے امریکی منصوبے میں معاونت کر رہے ہیں

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۸

پانامہ مقدمے کا فیصلہ ایک دھوکہ ہے

کشمیر سے غداری کے خلاف مظاہرے

نصرة میگزین

مئی/جون 2017 بمطابق شعبان/رمضان 1438 ہجری

اس شمارے میں

ظلم کے سامنے جھکنے سے کبھی امن نہیں ملتا	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ 158	شیخ عطاء بن خلیل ابوالرشتہ	2
وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچا	مصعب عمیر	4
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	بلال المہاجر	7
1857 کی بغاوت ہند سے حاصل ہونے والے سبق	افضل قمر	10
جمہوریت کا مقام صفر ہے	سعد جگرانوی	12
میرے شوہر نوید بٹ کو رہا کرو	مسز نوید بٹ	14
حکمران چین کے لیے امریکی منصوبے میں معاونت کر رہے ہیں	خالد صلاح الدین	16
بدمعاش امریکی ریاست کو جارحیت سے روکو!	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	23
پانامہ مقدمے کا فیصلہ ایک دھوکہ ہے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	24
بنجر خراجی زمین کا احیاء	سوال وجواب	25
بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے متعلق حکم شرعی	سوال وجواب	28
مشرقی ترکستان اور برصغیر پاک وہند میں میزائل پروگرام پر ہونے والی پیش رفت	سوال وجواب	29
پاکستان کے استحکام کے لیے خطے سے امریکہ وبھارت کی انٹیلی جنس کا خاتمہ کرو	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	34
کشمیر سے غداری کے خلاف مظاہرے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	35

اداریہ: ظلم کے سامنے جھکنے سے کبھی امن نہیں ملتا

پاکستان کے مسلمان ظلم کا سامنا کر رہے ہیں اور موجودہ حکمران انہیں کہہ رہے ہیں کہ امن کے لیے اس ظلم پر خاموشی اختیار کر لو۔ مقبوضہ کشمیر میں روز بروز بڑھتے بھارتی ظلم و ستم کے حوالے سے حکمران اس بات پر بضد ہیں مذاکرات سے ہی امن یقینی بنے گا۔ ان کے نقطہ نظر سے اس کا متبادل جنگ اور مسلسل خون کا بہنا ہے۔ اور جو ظلم و ستم یہ حکمران خود اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں، تو اس کے متعلق حکمران یہ کہتے ہیں کہ اس کے خلاف خاموشی اختیار کرنے سے امن یقینی ہو جائے گا۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق اس کا متبادل افرتفری اور عدم استحکام، گرفتاریاں اور جبر ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ امن کے لیے ظلم کے سامنے جھک جاؤ۔

درحقیقت ظلم کے سامنے جھک جانے سے کبھی امن نہیں آتا۔ ظلم کے خوف سے جینا اور اس کو ختم کرنے کے متعلق کچھ نہ کرنے سے پُر امن زندگی نہیں ملتی۔ ایسی زندگی مسلسل بحرانوں، پچھتاوے اور عدم اطمینان کی زندگی ہوتی ہے۔ یہ رویہ اس چیز کے بر خلاف ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جس پر ان کے رسولوںؑ نے عمل کیا۔ موسیٰؑ نے فرعون کے ظلم کے سامنے ہار نہیں مانی۔ عیسیٰؑ جابروں کے ظلم و جبر کے سامنے نہیں جھکے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی قریش کے ظلم کے سامنے ہار تسلیم نہیں کی۔

اس کے علاوہ ظلم کے سامنے جھک جانا امن کو یقینی بنانے کا باعث نہیں بنتا بلکہ صرف ظالم کو مزید مظالم کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

> یقیناً مقبوضہ کشمیر کو آزاد کروانے کے لیے ہماری افواج کو کئی شہادتوں کی قربانی دینی ہوگی۔ لیکن شہادت کامیابی کا حصہ ہے اور مسلمانوں کی چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے۔

اگر بھارت کے دروازے پر ایک چھوٹی سے ایسی کشمیری ریاست قائم کر دی جائے جو اس کی باجگزار ہو تو اس سے بھارت کے مظالم کیسے ختم ہو سکتے ہیں جبکہ جو مسلمان خود اس کی اپنی سرحدوں میں رہتے ہیں وہ ان کو نقصان پہنچانے کے لیے کوئی موقع ضائع نہیں کرتا؟ ہماری خاموشی سے حکمرانوں کی کرپشن کیسے ختم ہوگی جبکہ وہ اپنے بیرونی آقاوں کی خدمت گزاری کے لیے کھلا ہاتھ چاہتے ہیں اور جس کے معاوضے میں وہ ہمارے ملک کی دولت کو لوٹتے ہیں؟

ظلم کے سامنے جھک جانے سے کبھی امن نصیب نہیں ہوتا۔ ظلم کا خاتمہ کرنا، اس بات کے باوجود کہ اس کے لیے قربانیاں درکار ہوتی ہیں، ہی واحد طریقہ کار ہے جو حقیقی امن کو یقینی بناتا ہے۔ یقیناً مقبوضہ کشمیر کو آزاد کروانے کے لیے ہماری افواج کو کئی شہادتوں کی قربانی دینی ہوگی۔ لیکن شہادت کامیابی کا حصہ ہے اور مسلمانوں کی چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے۔ یقیناً موجودہ حکمرانوں کو ہٹانے کی کوشش کے دوران شدید مظالم ہوں گے جس میں تشدد بھی شامل ہے، کیونکہ یہ جبر کو ختم کرنے کی کوشش کا حصہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت طیبہ اس بات کی گواہ ہے۔

تفسیر سورۃ البقرۃ 158

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابورَشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ** ﴾

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں اس لیے جس نے بھی حج کیا یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے اور جس نے اپنی مرضی سے نیکی کی تو اللہ قدر دان اور علم والا ہے"(البقرۃ:158)

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت کی ہے:

1۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیت الحرام (کعبہ) کا ذکر کیا اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کے لیے قبلہ مقرر کیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ اُن کی نظر میں کعبہ کا کیا مقام ہے اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا بھی ذکر کیا کیونکہ مسلمان اس عمل کے انجام دہی میں حرج محسوس کر رہے تھے اور اللہ نے کس طرح ان سے حرج کو اٹھادیا اور یہ کہ ان کی جانب سے اللہ کے امر کی اطاعت ایسا عمل ہے کہ جس پر اجر عظیم مرتب ہوتا ہے۔

یہ سب نئے قبلہ ،اسلام کی دعوت اور اللہ کے دائمی ذکر کے حوالے سے سابقہ آیات کے سیاق میں ہے، پھر اللہ کے اوامر کی تنفیذ چاہے اس میں مشقت ہو یا اللہ کی راہ میں اذیت کا سامنا ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اذیت پر صبر اور اس پر اجر عظیم کا بیان ہے جس کو اللہ نے اطاعت گزار اور ہر حال میں شریعت کی پابندی کرنے والے بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے چاہے یہ کتنا ہی بھاری یا پر مشقت اور مشکل ہو اور یہ کہ اچھا انجام متقیوں کے لیے ہے۔

اسی سیاق میں یہ آیت کریمہ وارد ہوئی کیونکہ مسلمانوں کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں حرج نظر آرہا تھا اور ان کو خوف تھا کہ کہیں یہ سعی گناہ نہ ہوں کیونکہ جاہلیت میں دونوں بت ان دونوں پہاڑیوں پر ہی رکھے ہوتے تھے: صفا پر جو بت رکھا ہوا ہوتا تھا وہ ایک مرد کی شکل کا ہوتا تھا جس کو (اساف) کہا جاتا تھا اور مروہ پر جو بت رکھا ہوا ہوتا تھا وہ عورت کی شکل کا ہوتا تھا جس کو (نائلہ) کہا جاتا تھا اور جاہلیت کے زمانے کے لوگ جب ان کے درمیان سعی کرتے تو ان دونوں کو چھومتے تھے۔ جب اسلام آیا اور سارے بت توڑ دیئے گئے تو مسلمانوں نے ان دو بتوں کی وجہ سے ان کے درمیان سعی کرنے میں حرج محسوس کیا جس پر مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں کو یہ خوف تھا کہ ان دونوں بتوں کی وجہ سے جو جاہلیت میں ان دو پہاڑیوں کے اوپر رکھے ہوئے تھے کہیں صفا اور مروہ کے درمیان سعی سے وہ گناہ کے مرتکب نہ ہوں، جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس میں کوئی گناہ نہیں۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ : "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں"۔

اصل میں ﴿**الصَّفَا**﴾ لغت میں اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر مٹی نہ ہو اور ﴿**الْمَرْوَةَ**﴾ سفید پتھر کو کہتے ہیں۔ عرفی حقیقت میں مکہ میں بیت الحرام کے پاس ان دو چھوٹی پہاڑیوں کو کہا جاتا ہے ﴿**الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ**﴾ (صفا اور مروہ) اور شرع نے اسی عرفی حقیقت کے لیے ان کو استعمال کیا ہے۔

﴿**شَعَائِرِ اللَّهِ**﴾ "اللہ کے شعائر" یہ شعیرہ کی جمع ہے یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے حج کرنے کی نشانیاں (علامات)، شعائر حج کے دوران عبادات یعنی مناسک حج کو کہتے ہیں۔ وہ علامات جن کو اللہ نے حج کے دوران بندوں کے لیے بیت اللہ کے طواف، سعی اور وقوف وغیرہ کے لیے مقرر کیا ہے۔

فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا "تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے"

یعنی حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے ان دونوں کے درمیان سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ چونکہ مسلمان ان دونوں کے درمیان سعی کرنے میں حرج محسوس کرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کیا اس لیے اللہ نے ان کے درمیان سعی کرنے میں حرج کو رفع کیا۔

﴿**فَلاَ جُنَاحَ**﴾ "کوئی گناہ نہیں" کا یہ معنی نہیں کہ طواف کرنے یا نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ طواف سے حرج کو رفع کرنے کے بارے میں وارد ہے، طواف نہ کرنے کے بارے میں حرج کو رفع کرنے کے لیے وارد نہیں، بلکہ یہ یوں ہے: ان کے درمیان طواف کرنے کے بارے میں اللہ کے حکم کی تعمیل کرو اور اس میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ ھشام بن عروۃ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ: "میں نے

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور اس وقت میں کم عمر بھی تھا: اللہ عزو جل کے اس فرمان کے بارے میں کیا خیال ہے (**إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا**) "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے اس لیے جو حج یا عمرہ کرے تو ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں اس کے لیے کوئی حرج نہیں"، اور کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے درمیان طواف نہ کرنے والے پر کوئی گناہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہر گز یہ بات نہیں اگر ایسی بات ہوتی جیسا تم کہہ رہے ہو تو یوں ہوتا ﴿**فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا**﴾ "طواف نہ کرنے میں اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

﴿**أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا**﴾ "کے درمیان طواف" یعنی یتطوف میں 'ت' کو 'ط' میں مدغم کیا گیا ہے، طواف کسی چیز کے گرد چلنے کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد ان کے درمیان سعی ہے۔

اس لیے آیت کا معنی اللہ کی جانب سے مسلمانوں کو خطاب ہو گا یعنی تم میں سے جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا تو اس کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دونوں اللہ کے شعائر ہیں، اب یہ جاہلیت کی علامات نہیں رہے، حرج محسوس مت کرو یا ان دونوں کے درمیان سعی کرتے ہوئے جاہلیت کے دنوں میں ان دو پہاڑیوں پر موجود بتوں کے سبب گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف مت کرو، وہ معاملہ ختم ہو چکا، اللہ نے تم سے حرج اور گناہ کو ختم کر دیا ہے، تم اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں کے درمیان سعی کرو۔

رہی بات صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو یہ حج و عمرہ کا فرض رکن ہے جس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

ا۔ آیت کی نص ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی حج کے مناسک ہیں ﴿**شَعَائِرِ اللَّهِ**﴾ "اللہ کے شعائر"۔

ب۔ رسول اللہ ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے بارے میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ **لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لاَ أَدْرِي لَعَلِّي لاَ أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ** " مجھ سے اپنے مناسک سیکھو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں" (مسلم 2286، نسائی 3012، ابو داود 1680، احمد 3/318، 337)۔ اس قول میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حج کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ یہ فرض ہے، یوں صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرض ہے کیونکہ بیان اس چیز کا حکم ہے جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

اس لیے حج اور عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی فرض ہے یہاں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ سابقہ استدلال حج میں سعی کے بارے میں ہے عمرے میں نہیں، جی یہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ **فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا** "جس نے بھی حج کیا یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے" میں حکم شرعی حج اور عمرہ دونوں میں سعی کے بارے میں ہے۔

چونکہ سعی فرض اور سعی حج اور عمرہ کا جزو ہے اور حکم کے جزو کا فرض ہونے کا معنی یہ ہے کہ یہ اس حکم کا رکن ہے جیسے نماز میں رکوع یا سجدہ، یوں حج اور عمرے میں سعی رکن ہے۔

2۔ اللہ تعالی آیت کا اختتام اپنے اس قول سے فرماتا ہے **وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ** " اور جو اپنی رضا سے نیکی کرے تو اللہ قدر دان اور خبر دار ہے" اور خَيْرًا یہاں نکرہ مطلق ہے، یعنی اللہ سبحانہ قدر دان اور ہر بھلائی اور اللہ کی قربت حاصل کرنے والے کے بارے میں خبر دار ہے چاہے یہ بھلائی عمرے میں ہو یا حج میں جیسا کہ آیت کے سیاق میں ہے یا خیر کو مطلق کرنے سے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے۔

﴿**وَمَنْ تَطَوَّعَ**﴾" اور جو اپنی رضا سے "یعنی جس نفل کے ذریعے قربت حاصل کی اور اس کا مقصد مسلمانوں کو صرف فرض پر اکتفا نہ کرنے بلکہ اس کے بعد نوافل کا اہتمام کرنے کی ترغیب ہے جس میں اللہ کی قربت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "**أحب ما تقرب به إليّ عبدي ما افترضته عليه، ولا يزال عبدي يتقرب إليّ بالنوافل حتى...**" "مجھے سب سے زیادہ پسند اور جس سے بندہ میرے قریب ہوتا ہے وہ ہے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل سے مسلسل میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ۔۔۔" (بخاری 6021)۔

﴿**شَاكِرٌ عَلِيمٌ**﴾ "قدر دان اور خبر دار ہے "یعنی ان کی اطاعت پر ان کو بدلہ دینے والا، اور ان کے چھوٹے اور بڑے عمل کو جاننے والا اور اس پر ان کو جزاء دے گا چاہے ان کی اطاعت کی مقدار جتنی بھی ہو، اللہ کے ہاں ذرہ برابر عمل بھی ضائع نہیں ہوتا **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ** "جو بھی ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو بھی ذرہ برابر بھی برائی کرے گا اس کو دیکھے گا" (الزلزلۃ: 8-7)۔

ختم شد

وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچا

تحریر: مصعب عمیر

ایک طرف ٹرمپ انتظامیہ شام سے افغانستان تک مسلم امت کے خلاف جارحیت میں اضافہ کرتی جارہی ہے تو دوسری جانب مسلمان اہل قوت میں موجود اپنے بھائیوں کی جانب توجہ بھی بڑھاتے چلے جارہے ہیں تا کہ مسلم دنیا میں جس تبدیلی کا ایک عرصے سے انتظار ہے اسے حقیقت کا روپ دے دیا جائے۔ ایسا ہونا متوقع ہے کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جب مسلمانوں نے اپنے اسلام کی وجہ سے انتہائی شدید مظالم کا سامنا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور دین اسلام کے لیے نصرۃ تلاش کرنا شروع کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا ان میں سے اکثر 40سال کی عمر سے بڑے اور اپنی نوجوانی کی حدود سے نکل چکے تھے۔ جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جو اپنی جوانی اسلام کی خدمت میں گزارتا ہے اس کی بہت تعریف کی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو 40 کی عمر سے آگے نکل جاتا ہے اس میں اب دین کے لیے کچھ کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور صرف دنیاوی کاموں کے لیے ہی رہ جاتا ہے۔

وہ چالیس سال کی عمر سے بڑے افراد تھے جو اسلام کی معاونت کے لیے آگے آئے اور اس کا مشاہدہ امت کے ہر دور ہر نسل میں کیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی نقل کی جنھوں نے چالیس کی عمر کے بعد اسلام کی ریاست کے قیام کے لیے نصرۃ کے حصول کے دوران شدید جسمانی تشدد برداشت کیا، تپتے سورج کے نیچے ہاتھوں میں بھاری بھاری تلواریں لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں لڑے، لوگوں کے امور کی دیکھ بھال میں دن رات ایک کردیے اور دین حق پر ایک واحد امت تشکیل دے کر قوموں کی تاریخ بدل ڈالی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نگاہیں، ارادہ اور دین کے لیے آگے سے آگے بڑھنے کی لگن، دنیا میں مستقبل بنانے، بچے پالنے اور گھرداری کی لگن سے کہیں بلند ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور اپنے ایک ایک انگ کی طاقت کو اس امت اور اس دین کی سربلندی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا ان میں سے اکثر 40سال کی عمر سے بڑے اور اپنی نوجوانی کی حدود سے نکل چکے تھے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں جو چالیس کے عمر کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنے، جنھوں نے محض 27 مہینوں میں مرتدین کی بغاوتوں کو کچل دیا، میسوپوٹامیا میں ساسانی سلطنت اور شام میں بازنطینی سلطنت کے خلاف فوجیں بھیجیں اور امت کی شاندار تاریخ کی بنیاد ڈالی۔ اور چالیس کے عمر کے بعد ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ راشد بنے اور فارس اور روم کی عظیم اور طاقتور ریاستوں کو ہلا کررکھ دیا اور ان کے علاقے اسلام کی روشنی سے منور کرنے کے لیے کھول دیے۔

پھر بعد کی نسلوں میں ہم نے صلاح الدین ایوبیؒ کو دیکھا جس نے مسجد الاقصی کو آزاد کرانے سے کچھ عرصے قبل حطین میں صلیبیوں کی مشترکہ قوت کا سامنا کیا اور انہیں تاوان کی ادائیگی پر مجبور کر کے پُرامن طریقے سے جانے کی اجازت دے دی۔ چالیس کی عمر گزرنے کے بعد ہی محمد شہاب الدین غوری نے دہلی کو اسلام کے لیے کھول دیا، اسے ہندو حکمرانی کے اندھیروں سے نکالا اور برصغیر پاک و ہند میں اسلام کو مضبوطی سے قائم کردیا۔ اور ہم نے عظیم مغل مسلم حکمران اورنگزیب کو دیکھا جس نے چاٹگام کو موجودہ میانمار (برما) کے ظالم حکمرانوں کے بدھسٹ آباؤاجداد کے قبضے سے آزاد کرایا اور ان پر ایسا کاٹ دار حملہ کیا کہ پھر وہ کبھی سنبھل ہی نہ سکے اور ان کا اقتدار زوال پزیر ہو گیا۔

اور آج کی موجودہ نسل میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے امت کی منزل اور اس تک پہنچنے کے راستے کا تعین چالیس کی عمر گزر جانے کے بعد کیا۔ چالیس سال کی عمر کے بعد شیخ تقی الدین نے حزب التحریر قائم کی اور زبردست خلافت کے منصوبے کا بیج بویا جس کو ہم آج ایک تن آور درخت کی صورت میں دیکھتے ہیں اور اس دوران شدید تشدد کا سامنا کیا۔ چالیس سال کی عمر کے بعد ہی حزب التحریر کے دوسرے امیر شیخ عبدالقدیم زلوم نے خلافت کی دعوت کو اس قدر وسعت دی کہ وہ وسطی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا تک پہنچ گئی اور حزب التحریر خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی دنیا کی سب سے بڑی جماعت بن گئی۔ اور چالیس کی عمر کے

بعد ہی حزب التحریر کے موجودہ امیر، شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے درکار نصرۃ کے حصول کے لیے دعائیں اور سخت محنت کررہے ہیں اور اسلام کی ایک نئی صبح کے آغاز کے لیے اللہ کے خوف کے سوا کسی بھی خوف سے بے پرواہ ہو کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

چالیس سال کی عمر کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً"۔۔۔یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا"(الاحقاف:15)**۔ابن کثیر نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، تناهى عقله وكمل فهمه وحلمه. ويقال: إنه لا يتغير غالبا عما يكون عليه ابن الأربعين "مطلب ہے،: ذہانت، سمجھ اور صبر بلوغت کو پہنچ جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب کوئی چالیس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں تبدیلی نہیں آتی "۔ اما قرطبی نے کہا، فَفِي الْأَرْبَعِينَ تَنَاهِي الْعَقْلِ، وَمَا قَبْلَ ذَلِكَ وَمَا بَعْدَهُ مُنْتَقَصٌ عَنْهُ"چالیس کی عمر میں دماغ بلوغت کی انتہاء پر پہنچ جاتا ہے اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کم ہوتا ہے"۔اور الطبری نے کہا،الأشدّ جمع شدّ، وأنه تناهي قوّته واستوائه"۔۔'پوری طاقت' جمع ہے 'طاقت' کی اور یہ اس کی طاقت اور اس سے جڑی دیگر چیزوں کی بلوغت ہے"۔

مسلمانوں یہ چالیس سال قمری لحاظ سے ہیں، شمسی کلینڈر کے حساب سے یہ 38 سال بنتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غلاموں کی زندگی میں یہ ایک مبارک دور ہوتا ہے اور یہ ریٹائرمنٹ کی زندگی سے بہت دور ہوتا ہے کیونکہ ابھی تو ہر چیز مکمل بالغ ہوئی ہے۔ وہ لوگ جو چالیس کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں وہ اپنی صلاحیتوں میں بالغ ہو جاتے ہیں اور اپنی طاقت اور صلاحیتوں کی انتہاء پر ہوتے ہیں کہ معاشرے میں تبدیلی لا سکیں۔ قانون کے پیشے میں اس عمر کے لوگ جونیئر جج ہوتے ہیں، صحافت میں ایڈیٹرز اور کالم نگار ہوتے ہیں، سیاست میں عوام میں اچھا مقام رکھتے ہیں، علماء میں فتوی دینے والے اور مضبوط رائے رکھنے والے ہوتے ہیں جبکہ افواج میں سینئر افسران ہوتے ہیں۔

وہ جو چالیس کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں بالغ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کی بھی انتہاء پر ہوتے ہیں۔ اس عمر میں وہ اپنے بڑھتے بچوں اور اپنے بوڑھے والدین کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ وہ اپنی ذرائع آمدن میں بالغ ہو جاتے ہیں اور اپنے گھر بنانے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا اپنی ان صلاحیتوں کے ساتھ وہ دنیا میں مشغول ہو سکتے ہیں اگر انہوں نے عمر کے اس انتہائی اہم دور میں اپنی ترجیحات کا تعین دین کی بنیاد پر نہ کیا ہو۔ قرطبی نے اس آیت پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا، وَقَالَ مَالِكٌ: أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا وَهُمْ يَطْلُبُونَ الدُّنْيَا وَالْعِلْمَ وَيُخَالِطُونَ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ لِأَحَدِهِمْ أَرْبَعُونَ سَنَةً، فَإِذَا أَتَتْ عَلَيْهِمُ اعْتَزَلُوا النَّاسَ وَاشْتَغَلُوا بِالْقِيَامَةِ حَتَّى يَأْتِيَهُمُ الْمَوْتُ "مالک نے کہا کہ میں نے اپنے علاقے میں صاحب علم لوگوں کو دیکھا کہ وہ دنیا اور علم کے پیچھے جاتے ہیں اور لوگوں سے گھلتے ملتے ہیں یہاں تک کہ چالیس کی عمر کو پہنچ جائیں۔ جب یہ عمر آجاتی ہے تو وہ لوگوں سے دور ہوجاتے ہیں اور اپنے آپ میں مصروف ہو جاتے ہیں یہاں تک کے ان تک موت پہنچ جاتی ہے"۔

وہ جو چالیس کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں بالغ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کی بھی انتہاء پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اپنی ان صلاحیتوں کے ساتھ وہ دنیا میں مشغول ہو سکتے ہیں اگر انہوں نے عمر کے اس انتہائی اہم دور میں اپنی ترجیحات کا تعین دین کی بنیاد پر نہ کیا ہو۔

اس کے علاوہ اس آیت کے تسلسل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایک دعا بتاتے ہیں جو اس شخص نے کی ہے جو چالیس کی عمر کو پہنچ گیا ہے تا کہ ترجیحات پر استقامت کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،**قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِى أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِى أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَلِحاً تَرْضَهُ وَأَصْلِحْ لِى فِى ذُرِّيَّتِى إِنِّى تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّى مِنَ الْمُسْلِمِينَ**"تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کرو جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں"(الاحقاف:15)۔ اس دنیا میں چالیس سال کا بندہ اپنے رب سے تقاضا کرتا ہے کہ اس کی طاقت اور صلاحیتیں اچھے اعمال میں استعمال ہوں تا کہ وہ اس سے خوش ہو جائیں اور وہ اپنے رب سے معافی مانگتا ہے۔ یقیناً اس آیت میں ہر اس بندے کے لیے حکم ہے جو چالیس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ڈالے اور اللہ کی جانب پوری مضبوطی سے متوجہ ہو جائے۔ اگر اس نے اپنی جوانی دنیا کے پیچھے برباد بھی کردی ہو تو بھی وہ مایوس نہ ہو بلکہ معافی مانگے اور پوری

استقامت کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرے اور اپنے دین کے تقاضوں کو پورا کرے۔

لہٰذا، اے اہل قوت، انعام اس پر کیا گیا جس نے خود کو مسلم دنیا میں اثرورسوخ رکھنے والے حلقوں میں بیٹھنے کے باوجود موجودہ کرپٹ ماحول سے دور رکھا۔ یہ وہ ہے جو خود کو ترغیبات اور امتیازات سے بلند رکھتا ہے جو اسے موجودہ ظالم حکمران رشوت کے طور پر پیش کرتے ہیں تا کہ اس کے ظلم کی حمایت کریں۔ یہ وہ جج ہوتا ہے جو اپنی عدالت میں پیش ہونے والے خلافت کے داعی کو سزا دینے کے دباؤ کے سامنے نہیں جھکتا۔ یہ وہ صحافی ہوتا ہے جو حکومت کے غنڈوں کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور آگے بڑھ کر خلافت کے داعیوں کی سرگرمیوں اور دعوت کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ یہ وہ سینئر بیوروکریٹ ہوتا ہے جو خلافت کے داعیوں کی راہ میں کھڑی کی جانے والے رکاوٹوں کو ہٹانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ یہ وہ قابل سیاست دان ہوتا ہے جو حزب التحریر کے پلیٹ فارم کا حصہ بن جاتا ہے، اخلاص کے ساتھ اسلام کا مطالع کرتا ہے اور سیاست میں اسلام کو واحد پیمانے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ وہ بہادر عالم ہوتا ہے جو کھل کر اپنے خطبے میں خلافت کے لیے کام کرنے کی فرضیت کا اعلان کرتا ہے اور جمہوری نظام کا حصہ بننے کو گناہ قرار دیتا ہے۔ اور یہ وہ فوج کا آفسر ہے جو اس انتظار میں ہے کہ جب اسے موقع ملے تو نبوت کے طریقے پر دوسری خلافت کے قیام کے لیے نصرہ فراہم کرے۔

یقیناً یہ وہی ہیں جو چالیس کی عمر کو پہنچ گئے ہیں جو اپنی کوتاہیوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے دین پر ایمان کا اعادہ کرتا ہیں جو عظیم ترین کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔ اسی آیت کے فوراً بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، أُوْلَـٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُواْ وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَـٰتِهِمْ فِى أَصْحَـٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِى كَانُواْ يُوعَدُونَ "یہی وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرمالیتے ہیں اور جن کے بد اعمال سے درگزر کر لیتے ہیں، (یہ) جنتی لوگ ہیں۔ اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا ہے" (الاحقاف:16)۔

اہل قوت اور اثرورسوخ رکھنے والے مرد و خواتین کے لیے سٹیج لگ چکا ہے کہ وہ دنیا پر اپنا اثر چھوڑ جائیں، کہ

> **انعام اس پر کیا گیا جس نے خود کو مسلم دنیا میں اثرورسوخ رکھنے والے حلقوں میں بیٹھنے کے باوجود موجودہ کرپٹ ماحول سے دور رکھا۔ یہ وہ ہے جو خود کو ترغیبات اور امتیازات سے بلند رکھتا ہے جو اسے موجودہ ظالم حکمران رشوت کے طور پر پیش کرتے ہیں تا کہ اس کے ظلم کی حمایت کریں۔**

وہ اس دنیا کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی سے منور کردیں۔ یہ صرف وہی کرسکتے ہیں جو خود کو دنیا کی زنجیروں سے آزاد کرا لیتے ہیں، جو وہ کردار ادا کرتے ہیں جو آخرت میں حقیقی فخر، عزت اور کامیابی کا باعث بن جائے گا، جو کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی صلاحیتوں، مقام اور طاقت کو صحیح استعمال کیا۔ لہٰذا تمہاری امت کی جانب سے، جو ایک عرصے سے شدید مصائب اور مشکلات کی شکار ہے، حزب التحریر آپ کو پکارتی ہے ، ------لہٰذا اس پکار کا جواب دیں۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 23 سے

آپ میں سے کون آگے آکر نبوت کے طریقے پر دوسری خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کرے گا؟ پھر ہم اکٹھے خلیفہ کی بیعت کا منظر دیکھیں گے جو امریکہ، اس کی اتحادی صلیبی ریاستوں کے ساتھ ساتھ ہندو ریاست اور یہودی وجود کو اپنے شیاطین تک بھول جانے پر مجبور کر دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ

"ان سے تم جنگ کرو، اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا" (التوبۃ:14)

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

جمعہ، 17 رجب 1438 ہجری

بمطابق 15 اپریل 2017

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

تحریر: بلال المہاجر

ہر قوم کے ہیروز ہوتے ہیں اور وہ قوموں کی یاداشت میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے بہت بڑے کام کیے ہوتے ہیں جو صرف کوئی ہیرو ہی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ اقوام بھی جن کے پاس حقیقت میں کوئی ہیروز نہیں ہیں، جیسا کہ امریکہ، وہ بھی چوروں اور ڈاکوں کو کے مجرمانہ ماضی کو چھپا کر اور حقائق و تاریخ کو مسخ کر کے، انہیں ہیروز کا درجہ دے دیتی ہیں۔ جہاں تک اسلامی امت کے ہیروز کا تعلق ہے تو ان کی کوئی مثال دوسری اقوام میں نہیں ملتی۔ ان کی یاد اس امت میں اور اس امت کے دشمنوں میں بھی ہمیشہ موجود رہی ہے اور رہے گی۔ یہ ہیروز ہیں ہمارے آقا محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنھما۔ اور اس امت کی یادوں میں ہمیشہ رہنے سے بھی بڑھ کر جو امتیاز انہیں حاصل ہے وہ یہ کہ وہ ہمیشہ اس جنت میں اپنے رب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس عزت سے رہیں گے جو زمین و آسمان کے درمیان موجود فاصلے جتنی وسیع ہے۔ ان کو یہ مقام ملنا ان کا حق ہے کیونکہ انہوں نے بہادری، قربانی اور جدوجہد کی عظیم مثالیں قائم کی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ "اور جو مہاجرین و انصار، سابق و مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے" (التوبۃ: 100)۔

ان ہیروز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی، انصار کے سربراہ اور ان کے سیاسی و فوجی رہنما، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے جزیرۃ العرب کی تاریخ بدل ڈالی جس پر اسلام کے ظہور سے قبل روم اور فارس کی چھاپ تھی۔

> اسلامی امت کے ہیروز کی کوئی مثال دوسری اقوام میں نہیں ملتی۔ ان کی یاد اس امت میں اور اس امت کے دشمنوں میں بھی ہمیشہ موجود رہی ہے اور رہے گی۔ یہ ہیروز ہیں ہمارے آقا محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنھما۔

ان کی مختصر زندگی بڑے بڑے کاموں اور بہادری و جوش و جذبے سے بھرپور تھی۔ یہ بات ان کی سوانح حیات سے بالکل واضح ہے جس کا آغاز مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلام کو قبول کرنے سے شروع ہوا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اسلام کی ترویج کے لیے بھیجا تھا۔ ایک دفعہ اسد بن زرارہ، مصعب بن عمیر کے ساتھ بنو الاشحل اور بنو ظفر کے علاقے میں گئے۔ سعد بن معاذ کا تعلق بنو الاشحل سے تھا اور اسد بن زرارہ ان کے ننھیالی بھائی تھے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اس وقت اپنے قبیلے، بنو عبد الاشحل کے سردار تھے اور دونوں اپنے قبیلے کی طرح بت پرست تھے۔ مصعب بن عمیر کی جانب سے اسلام پیش کیے جانے پر اسید بن حضیر نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسید نے مصعب سے کہا: "اپنے پیچھے ایسے آدمی کو چھوڑ آیا ہو جو اگر تمہاری پیروی کر لے تو اس کے تمام لوگ بھی اس کی پیروی کریں گے۔ میں ان کو فوراً تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ وہ سعد بن معاذ ہیں"۔ پھر اسید وہاں سے چلے گئے، اور کچھ دیر بعد سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس پہنچے۔ سعد بن معاذ نے اسد بن زرارہ سے کہا: "اے ابو امامہ، اگر ہمارے درمیان تعلق نہ ہوتا تو تم مجھ سے ایسے پیش نہیں آسکتے تھے۔ کیا تم ہمارے علاقے میں ایسے پیش آؤ گے جسے ہم پسند نہیں کرتے؟" مصعب نے ان سے کہا: "کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ بیٹھ جائیں اور ہمیں سن لیں؟ جو آپ سنیں گے اگر وہ آپ کو اچھا لگے تو آپ اسے قبول کر سکتے ہیں اور اگر آپ کو اچھا نہ لگے تو آپ اسے چھوڑ سکتے ہیں"۔ سعد نے اس بات سے اتفاق کیا کہ بہت مناسب بات ہے اور بیٹھ گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی وضاحت کی اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خود ان کی اپنی روایت کے مطابق انہوں نے کہا، "اللہ کی قسم، ان کے بولنے سے قبل ہم نے ان کے چہرے پر اسلام، چھلکتی تمانیت کی وجہ سے، دیکھ لیا"۔ سعد نے کہا، "کتنا زبردست اور خوبصورت یہ رستہ ہے! اس دین میں داخل ہونے کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے؟" انہوں نے ان

کو بتایا کہ وہ اور ان کپڑے پاک وصاف ہو جائیں، پھر حق کی گواہی یعنی کلمہ پڑھیں دیں اور نماز ادا کریں۔

سعد بن معاذ کا اسلام میں داخل ہونا تقلیدی یا نقلی نہیں تھا اور نہ ہی یہ کوئی ایسا فیصلہ تھا جو بغیر سوچ سمجھے کیا گیا ہو۔ وہ اس وقت مسلمان ہوئے جب انہوں نے مصعب بن عمیر سے یہ جان لیا کہ اسلام دین حق ہے جو انسان، حیات اور کائنات کے خالق کی جانب سے ہے۔ ان کا اسلام میں داخل ہونا ایک سمجھ بوجھ رکھنے والے انسان کا داخل ہونا تھا۔ انہوں نے تصورات اور حقائق پر بحث کی اور ان پر یقین آجانے کے بعد اس پر ایمان لائے۔ لہٰذا اسلام ان کا دین اور نظریہ حیات بن گیا اور دنیا ان کے نظروں میں حقیر بن گئی۔ اپنے ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں انہوں نے عظیم قربانیاں دیں۔ وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے یہاں تک کہ اسلام ایک ریاست کے صورت میں بالا دست قوت بن گیا اور لوگ بڑی تعداد میں دین میں داخل ہونے لگے۔ اس بات کا ثبوت ہمیں ان کے اس کام میں نظر آتا ہے جو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے کیا۔ وہ شہر کے ایک فوجی کمانڈر اور رہنما کے پاس گئے تا کہ وہ بھی اسلام میں داخل ہو جائیں اور وہ تھے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ۔ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ جان لیا کہ اسلام کو اہل قوت سے نصرۃ کی ضرورت ہے۔ تو سعد نے اہل قوت میں شامل افراد کی حمایت کے لیے کوشش شروع کر دی اور اس کام کو نہ تو التوا میں ڈالا اور نہ ہی اسے دوسروں کے سپرد کیا۔

سعد اور انصار میں ان کے ساتھیوں کی جانب سے آپ ﷺ اور اسلام کی کامیابی کی یقین دہانی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد بھی سعد کے عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور انہوں نے اللہ کے سامنے کیے اپنے وعدے کی لاج رکھی۔ جب مسلمان میدان بدر میں کفار کا سامنا کرنے کے لیے نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے مشاورت کی اور سعد نے کہا: "ہم آپ پر ایمان رکھتے ہیں، آپ کے حق کو تسلیم کرتے ہیں، اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہم تک سچائی لائے، اور ہم نے آپ سے سننے اور اطاعت کرنے کا عہد کیا؛ لہٰذا جہاں آپ جانا چاہتے ہیں جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں؛ اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا، اگر آپ ہمیں

اپنے ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں انہوں نے عظیم قربانیاں دیں۔ وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے یہاں تک کہ اسلام ایک ریاست کے صورت میں بالا دست قوت بن گیا اور لوگ بڑی تعداد میں دین میں داخل ہونے لگے۔

سمندر کو پار کرنے کا کہیں اور آپ اس میں ڈوب جائیں، تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں ڈوب جائیں گے؛ کوئی بھی مرد پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اپنے دشمن کا سامنا آنے والے کل کریں۔ ہم جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں اور لڑنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ آپ کو ہمارے ذریعے وہ دیکھائے جو آپ کے لیے خوشی کا باعث ہو، تو ہمیں اللہ کی حمایت میں لے چلیں"۔ رسول اللہ ﷺ ان کے خطاب سے بہت خوش ہوئے اور میدان جنگ میں سعد نے اوس قبیلے کے جھنڈے کو اٹھایا اور بھرپور طریقے سے لڑے۔ سعد غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور جب افراتفری میں مسلمان اِدھر اُدھر ہو گئے تو بھی آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے رہے اور زبردست بہادری کا مظاہرہ کیا۔

ہیرو کا جانا کس عام انسان کے جانے جیسا نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں اور جنت ان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ اور ایسا ہی ہمارے ہیرو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہوا جب وہ غزوہ احزاب میں لگنے والے ایک زخم کے نتیجے میں شہید ہوئے۔ انہوں نے ایک چھوٹی زرہ بکتر پہن رکھی تھی جو ان کے اعضاء کو نہیں چھپا سکتی تھی۔ جب مسلمان جنگ میں لڑ رہے تھے تو مشرکین میں سے ایک شخص، العرقہ، نے سعد بن معاذ پر تیر چلایا جس نے ان کے ہاتھ کی ایک شریان کو کاٹ ڈالا اور ان کے زخم سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زخم کو بند کیا لیکن وہ کھل گیا اور رسول اللہ ﷺ نے پھر اس زخم کو بند کیا۔ یہ دیکھ کر سعد نے کہا، "اے اللہ اس وقت تک میری جان نہ لیں جب تک میں بنو قریضہ کا اختتام نہ دیکھ لو"۔ اور پھر ان کے زخم سے خون کا ایک قطرہ اس وقت تک نہ نکلا جب تک سعد کے فیصلے کا اطلاق بنو قریضہ پر کر نہ دیا گیا۔ اس کے بعد سعد نے کہا، "اے اللہ، یقیناً آپ جانتے ہیں کہ مجھے اس بات سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں آپ کے لیے ان لوگوں سے لڑو جو آپ کے رسول ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور انہیں نکال دیتے ہیں (ان کے آبائی جگہ سے)۔ اگر قریش سے ہونے

والی جنگ کے حوالے سے ابھی کچھ باقی ہے تو میری زندگی کو قائم رکھیں تا کہ آپ کی راہ میں ان سے لڑسکوں۔ اے رب، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے۔ اگر آپ نے ایسا کر دیا ہے تو میرا زخم کھول دیں اور میری موت ہو جائے"۔ اس کے بعد ان کا زخم کھل گیا یہاں تک کے خون کے بہہ جانے سے سعد کا انتقال ہو گیا۔

یقیناً ہیروز کا جانا کسی دوسرے کے جانے کی طرح نہیں ہوتا۔ ابن سعد نے اور انہوں نے عاصم بن قطادہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا، "رسول اللہ ﷺ سو گئے اور جبرئیل آئے اور انہیں جگایا اور کہا، کیا آج کی رات آپ کی امت کا کوئی فرد انتقال کر گیا ہے کہ جنت کے لوگ ان کے انتقال پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لا أعلم إلا أن سعداً أمسى دنفاً (مريضاً)، ما فعل سعد "میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ سعد بیمار ہو گئے تھے، تو سعد کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، "اے اللہ کے نبی ان کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لوگ آئے تھے اور اپنے گھر لے گئے"۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے"۔

لوگ ان کی جانب اس قدر تیزی سے بھاگے چلے جا رہے تھے کہ ان کے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ان کے کندھوں سے چادریں گر پڑیں۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے اللہ کے نبی، لوگ تھک گئے ہیں، آپ نے جواب دیا، إني أخشى أن تسبقنا إليه الملائكة كما سبقتنا إلى حنظلة "مجھے اندیشہ ہے فرشتے ہم سے پہلے ان تک پہنچ جائیں گے جیسا کہ اس سے پہلے حنظلہ کے ساتھ ہوا تھا"۔ امام بخاری جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا، اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ "سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے اللہ کا تخت لرز گیا"۔

تخت کے لرز جانے کے متعلق ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری میں اس کی تشریح ایسے کی ہے کہ، "لرز جانے کا مطلب ان کی روح کے آنے پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشی و مسرت ہے"۔

یقیناً کسی آدمی کی عظمت اس کے اخلاص اور اس کے اہداف کے بلندی میں ہے۔ وہ اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں چاہے کیسی ہی صورتحال کیوں نہ ہو۔ اور وہ انہیں حاصل کرنے پر اصرار کرتے ہیں چاہے کتنے ہی خوفناک صورتحال کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔

اے اہل قوت و نصرۃ!

سعد بن معاذ کے عمل نے مسلمانوں کے دل ان کی محبت سے بھر دیے۔ ان کا نام لیا جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ زبان ان کے لیے دعا نہ کرے۔ کوئی ایمان والا ایسا نہیں جو یہ سنے کہ اللہ کا تخت لرز گیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر نہ جائے، اور کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا نہ ہو؟ یقیناً کسی آدمی کی عظمت اس کے اخلاص اور اس کے اہداف کے بلندی میں ہے۔ وہ اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں چاہے کیسی ہی صورتحال کیوں نہ ہو۔ اور وہ انہیں حاصل کرنے پر اصرار کرتے ہیں چاہے کتنے ہی خوفناک صورتحال کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔۔۔۔ یقیناً آپ ایسے دور میں رہ رہے ہیں جب مہاجرین اور انصار کی دعوت ایک بار پھر دہرائی جا رہی ہے۔ تو ہمارے بھائی بن جائیں، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے تحفہ ہے جو آپ کو پیش کیا جا رہا ہے۔ تو اس سے اپنا منہ نہ موڑیں۔

اے اللہ کے حمایتیوں، اپنے دین کی عظمت کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اپنی امت اور اپنی عظمت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اس دین کے لیے نصرۃ فراہم کرو، اس کام کو کرنے میں جلدی کرو جس پر اجر عظیم ہے اور ان چند لوگوں میں شامل ہو جاؤ جن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ * أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ * فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ * ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ * وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ "اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہو گا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے" (الواقع:14-10)۔

1857 کی بغاوت ہند سے حاصل ہونے والے سبق

تحریر: افضل قمر

1857 کی بغاوت ہند جسے آزادی کے بعد کے کئی تاریخ دانوں نے جنگ آزادی ہند کا نام دیا ہے۔ لیکن یہ دونوں نام اس کی وجوہات کی نشاندہی نہیں کرتے جو کہ مذہبی تھی۔ تاریخ دانوں نے ہمیشہ مذہب کے کردار کو تسلیم کیا ہے جو کہ مرکزی اہمیت رکھتا تھا لیکن انہوں نے اس کو فوجی نام دیا تو کسی نے اسے بغاوت کہا تو کسی نے اسے جنگ کہا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے اسباب میں سب سے اہم سبب مقامی فوجیوں کو دیے جانے والے گولیوں کے میگزین تھے۔ ہندو فوجی یہ سمجھتے تھے کہ گائے کے چربی اس کو چکنا کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہے اور اس کے کناروں کو منہ سے کاٹنے سے وہ گناہ گار اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب سے ہی نکل جائیں۔ اسی طرح مسلمان فوجی یہ سمجھتے تھے کہ اس چربی میں سور کی چربی بھی استعمال کی گئی ہے اور اگر وہ اس چربی کو منہ میں لیتے ہیں تو وہ سخت گناہ گار ہوں گے۔ ایک اور اہم سبب برطانوی فوجیوں اور افسران میں عیسائی ایونجلسٹ اثرات تھے اور ان میں وہ افسران بھی شامل تھے جو مقامی ہندو اور مسلمان فوجیوں پر افسران تھے۔ ان ایونجلسٹوں نے یہ تاثر پیدا کیا کہ اس کا مقصد تبدیلی مذہب ہے۔ اس وقت عیسائی مشنریز اسکول اور ہسپتال قائم کر رہے تھے اور عیسائیت کی بھرپور تبلیغ کر رہے تھے، لہٰذا یہ کوئی خیالی خوف نہیں تھا کیونکہ مشنریز کی اگر حوصلہ افزائی نہیں کی جا رہی تھی تو کم از کم ان کے کام میں مداخلت بھی نہیں کی جا رہی تھی کیونکہ مقامی برطانوی انتظامیہ میں ایونجلسٹ بھی موجود تھے۔

وہ تحریک جو پہلے صرف حکم نہ ماننے تک محدود تھی جلد ہی بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی مغلیہ حکومت کی بحالی کی تحریک میں بدل گئی۔ 1737 عیسوی میں جب ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو دہلی حکومت کو برطرف کر دیا تھا۔ اس کے بعد سے مغل حقیقی معنوں میں حکمرانی کھو چکے تھے اور بہادر شاہ ظفر کو ایسی حکمرانی ملی تھی جو صرف دلّی کے لال قلعے تک محدود تھی۔ مغلیہ حکومت اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ برطانیہ نے بہادر شاہ ظفر کو بتا دیا تھا کہ اس کے بعد اس کے وارثوں میں سے کسی کو بھی دلّی کا بادشاہ تسلیم نہیں

> **بغاوت کا منظر اتنا سادہ نہیں تھا جتنا کہ پیش کیا جاتا ہے، لیکن جو ایک بات سامنے آئی وہ یہ کہ تمام ہندوستانی یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ برطانیہ کے مقابلے میں مغلوں کے زیر سایہ زیادہ بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔**

کیا جائے گا اور اس کی موت پر ان سے لال قلعے کو خالی کرنے کو کہا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود بغاوت برپا کرنے والے سپاہی بہادر شاہ ظفر کی حکمرانی کی بحالی چاہتے تھے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کو ایک اور مسئلہ بھی درپیش تھا اور وہ یہ کہ جمعہ کے خطبے میں مغلیہ شہنشاہ کا نام ایک حکمران کے طور پر لیا جاتا تھا۔ جب بغاوت ختم ہو گئی اور برطانیہ نے دلّی حکومت ختم کر دی، بہادر شاہ کے بیٹوں کو قتل اور اسے گرفتار کر لیا لیکن یہ مسئلہ اور زیادہ شدت اختیار کر گیا کیونکہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان براہ راست برطانیہ کے حوالے کر دیا۔ بظاہر یہ کوئی بڑی تبدیلی نہیں لگتی کیونکہ کمپنی نے بورڈ آف کنٹرول فار انڈیا کی ہدایات کے مطابق کام کیا جو کہ حکومت کا ایک ادارہ تھا۔ لیکن اب تک مغل بادشاہ کا نام جمعہ کے خطبے میں پڑھا جاتا تھا اگرچہ اس نے پنشن کے عوض کمپنی کو حکمرانی کرنے کی اجازت دے دی ہوئی تھی، مگر اب خاندان مغلیہ کے خاتمے کے بعد یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ خطبے میں کس کا نام لیا جائے۔ بہادر شاہ ظفر خود رنگون میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے لیکن اگر ان کا نام خطبے میں لیا جاتا تو یہ بغاوت کے ضمن میں آتا۔ برطانوی وائسرائے یا بادشاہ کا نام نہیں لیا جا سکتا تھا کیونکہ وہ تو نام کے مسلمان بھی نہیں تھے۔ اگرچہ علماء کے ایک گروہ نے یہ کہا کہ اب یہ "اولی الامر" (اختیار والے) ہیں کیونکہ انہوں نے جمعہ کی نماز کی اجازت دی ہے، لیکن اس گروہ نے بھی یہ نہیں کہا کہ ملکہ کا نام جمعے کے خطبے میں لیا جائے۔

اس مسئلے کا حل شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے دیا۔ پورے برصغیر کے خطیبوں نے ترک سلطان کا نام جمعے کے خطبے میں لینا شروع کر دیا جو کہ خلیفہ تھے۔ اس وقت خلیفہ سلطان عبدالمجید تھے۔ یہ ایک آسان حل تھا جو کسی بھی سلطان پر لاگو کیا جا سکتا تھا۔ سلطان کا نام خطبے میں تو لیا جانے لگا لیکن اس کے نام کے سکے جاری نہیں ہو سکے جو کہ اب برطانوی راج جاری کرتا تھا۔

لیکن یہ سوال کہ کس کا نام خطبے میں لیا جائے شکست کے بعد اٹھا۔ اس سے قبل ایسا کوئی سوال نہیں اٹھا تھا اور باغی افواج چاہتی تھیں کہ ان کی سربراہی بادشاہ کرے۔ بغاوت کئی اسباب کی وجہ سے برپا ہوئی تھی

لیکن جب ایک بار بغاوت شروع ہو گئی تو باغیوں کے سامنے یہ سوال اٹھا کہ کمپنی کی حکومت کی جگہ کسی کی حکومت قائم کی جائے۔ اور مغل بادشاہ ان کے سوال کا فطری جواب تھا۔ اگرچہ بہادر شاہ ظفر اس وقت 82 سال کے تھے لیکن انہوں نے باغیوں کی درخواست کو قبول کرلیا۔ یہ ایک تلخ حقیقت تھی کہ بہادر شاہ بغاوت کرسکتے تھے کیونکہ بار حال ان کے پاس ایک فوج تھی اور برطانوی راج اس کی فوج کو ہرائے بغیر اپنے راج کو جاری و ساری نہیں رکھ سکتا تھا، اور راج نے صرف برطانوی فوج ہی نہیں بلکہ مقامی لوگوں پر مشتمل اور کچھ خاص یونٹس کو بہادر شاہ ظفر کی فوج کو ہرانے کے لیے استعمال کیا۔

اس وقت کئی انفرادی شکایات تھیں جو کہ یکجا ہو گئیں کیونکہ ان تمام شکایات کا ایک واحد حل نظر آرہا تھا یعنی کہ برطانوی راج کا اخراج اور مغلیہ سلطنت کی بحالی۔ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ صرف مسلمانوں کی خواہش اور مطالبہ نہیں تھا بلکہ ہندووں کا بھی تھا۔ ہندووں میں سے جن کو راج سے شکایات تھیں ان میں جھانسی بھی تھا جس کی قیادت ایک رانی کررہی تھی کیونکہ 1854 میں راجہ کے انتقال کے بعد اس کے جانشین کو راج نے قبول نہیں کیا تھا۔ اسی طرح سے نانا صاحب، پیشاور کی جانشین ،ان کو بھی راج نے ماننے سے انکار کردیا تھا جب اس کے لے پالک باپ باجی راؤ کا انتقال 1851 میں ہوا۔

اس دور میں برطانیہ کی یہ پالیسی تھی کہ اگر کسی ریاست کا کوئی باقاعدہ وارث نہیں ہے تو وہ اس کا کنٹرول سنبھال لیتا تھا۔ اودھ کی مثال موجود ہے جس کے نواب واجد علی شاہ کو 1856 میں ہٹایا گیا اور ریاست کو کلکتہ کی پریزیڈنسی میں ضم کردیا گیا۔ پھر اسے آگرہ کے صوبے کے ساتھ جوڑ دیا گیا جو کہ یوپی (آگرہ اور اودھ) صوبے کا حصہ تھا۔

بغاوت کا منظر اتنا سادہ نہیں تھا جتنا کہ پیش کیا جاتا ہے، لیکن جو ایک بات سامنے آئی وہ یہ کہ تمام ہندوستانی یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ برطانیہ کے مقابلے میں مغلوں کے زیر سایہ زیادہ بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے نانا صاحب اور جھانسی کی رانی دونوں مرہٹے تھے اور شیواجی کی سربراہی میں مرہٹوں نے اورنگزیب کے خلاف مزاحمت کی تھی جس نے اورنگزیب کو 48 سال تک مصروف رکھا۔ واجد علی شاہ اودھ کا بادشاہ تھا، اور برطانیہ راجاوں کو "دلّی کے بادشاہ" کے مقابلے میں یہ نام اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا تھا اور مغل بادشاہ کو یہ نام برطانیہ نے دیا تھا۔ صرف عام ہندو ہی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ مغل بادشاہ ان کے لیے بہتر ہیں بلکہ وہ ہندو بھی یہی سمجھتے تھے جو مغل بادشاہ کی جگہ لینا چاہتے تھے۔

یہاں پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ مغلوں نے شریعت کو نافذ کیا یہاں تک کہ اکبر اور اس کے دین الٰہی کے دور میں بھی شریعت ہی نافذ تھی۔ یہی وہ قانون تھا جو بہادر شاہ ظفر نے دوبارہ نافذ کرنا تھا، تو ہندو بھی یہ بات اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وہ کونسا قانون نافذ کیا جائے گا اگر برطانیہ کو ہٹا دیا جاتا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سوائے اورنگزیب کے مغل کوئی بہت مخلص مسلمان نہیں تھے لیکن جب دین الٰہی اپنے عروج پر تھا اس وقت بھی مغلوں نے شریعت کو ریاست کا قانون رکھا تھا۔ ہندو قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی جو کہ ان کے ذاتی قوانین تک محدود تھا جیسا کہ شادی، وراثت اور اس سے جڑے معاملات۔ لہٰذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو یہ سمجھتا تھا کہ برطانیہ کے مقابلے میں مسلمانوں کی حکمرانی میں وہ انصاف کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔

160 سال گزر جانے کے باوجود 1857 کی جنگ آزادی سے حاصل ہونے والے سبق کو بھولا نہیں جاسکتا۔ اب بھی ہندوستان ظلم اور جبر کی تصویر پیش کررہا ہے اگرچہ اس نے برطانیہ سے 70 سال قبل آزادی حاصل کرلی تھی۔ کیا اس صورتحال کہ وجہ یہ ہے کہ آزادی کے بعد پاکستان اور بھارت دونوں نے برطانوی نظام کو ہی چلانے کی کوشش کی چاہے اس کا تعلق حکمرانی، عدالت، تعلیم، معیشت یا کسی بھی شعبے سے ہو؟ خلافت کے زیر سایہ صرف اسلام کا نفاذ ہی برصغیر پاک وہند کے مسائل کو حل کرسکتا ہے۔ ان 70 سالوں میں بھارت کو ہندو ریاست بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس کی مذہبی اقلیتوں کی وجہ سے اس کو سیکولر ریاست کہا گیا لیکن نتیجہ مذہبی اقلیتوں پر جبر کی صورت میں نکلا۔ بھارت کی تاریخ میں صرف مسلمانوں کے ہی دور کو ایک مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے جب اسلام نافذ کیا جارہا تھا اور عوام اور اشرافیہ دونوں ہی حکومت کی جانب اپنے مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے تھے۔

لہٰذا یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام کی حکومت کی بحالی کا مطلب صرف مسلمانوں کی حکومت کی بحالی نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب بغیر کسی مذہبی امتیاز کے ریاست کی تمام شہریوں کے مسائل کا حل ہے۔ اور برصغیر پاک و ہند سے زیادہ کوئی مضبوط مثال پیش نہیں کی جاسکتی جہاں آج بھی 1857 کے واقعات اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ** "یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو آشنا کیا ہے" (النساء:105)۔

جمہوریت کا مقام صفر ہے

تحریر: سعد جگرانوی

جنوری 2017 کو پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹیو ڈیولپمنٹ اینڈ اتھارٹی اینڈ ٹیکنالوجی (پلڈاٹ) کی رپورٹ "پاکستان میں جمہوریت کی خوبی کا اندازہ" میں پاکستان نے 2016 میں 46 پوائنٹ حاصل کیے جبکہ 2015 میں 50 پوائنٹ حاصل کیے تھے۔ اس پیمائش کے لیے رپورٹ کے مطابق گیارہ پیمانے لاگو کیے گئے جو یہ ہیں: پاکستان کی پارلیمنٹ اور صوبائی قانون سازی، قومی و صوبائی حکومتوں کی کارکردگی، غیر منتخب ایگزیکیٹو کی کارکردگی، عدلیہ کی کارکردگی اور انصاف تک رسائی، میڈیا کی کارکردگی، مقامی حکومتوں کا ادارہ، آئینی ڈھانچہ، سیکیورٹی اداروں پر جمہوری اداروں کی نگرانی اور قانون کی بالادستی، انتخابی طریقہ کار اور اس کا نظم، سیاسی جماعتوں کی جمہوریت اور اس سے باہر کارکردگی، سول سوسائٹی۔

اس رپورٹ میں لوگوں کی ضروریات کو مکمل نظر انداز کیا گیا ہے اور جانتے بوجھتے ان مسائل کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی جن کا لوگ ہر روز سامنا کرتے ہیں۔ اس میں یہ بات نہیں کی گئی کہ ایک اوسط خاندان اپنی میز پر کس قدر کھانے پینے کی اشیاء رکھ پاتا ہے، یا یہ کہ ان کے فریج خالی ہیں یا بھرے ہوئے ہیں۔ اس میں یہ بات دیکھی ہی نہیں گئی لوگ کس طرح گرمیوں میں سخت گرمی یا سردیوں میں سخت سردی کا سامنا کرتے ہیں، وہ زندہ رہتے ہیں یا مر جاتے ہیں، یا یہ کہ وہ اپنی ضروریات کس طرح پوری کرتے ہیں جبکہ بے روزگاری کی اونچی شرح ان کے سروں پر لٹکتی تلوار کی طرح ہوتی ہے جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مایوسی سے خودکشیاں بڑھ رہی ہیں۔ اس رپورٹ میں اس حوالے سے کوئی بات نہیں کی گئی ہے کہ کس طرح والدین اپنی آدھی تنخواہ بچوں کی اُس تعلیم پر خرچ کرتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور پھر انہیں کسی قابل بنانے کے لیے انہیں ٹیوشن سینٹرز بھیج کر مزید پیسے خرچ کرتے ہیں۔ اس رپورٹ میں یہ بھی نہیں دیکھا گیا کس طرح چھ یا سات افراد کا خاندان "جمہوری" طریقے سے ایک چھوٹی موٹر سائیکل پر بیٹھتا ہے اور اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالتا ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی دوسرا متبادل سستی پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں ہوتی۔

> جمہوریت کی بنیاد یہ ہے کہ انسان کی محدود عقل صحیح اور غلط، قانونی اور غیر قانونی کا فیصلہ کرتی ہے اور پوری قوم کی قسمت کا انحصار منتخب حکمرانوں کی خواہشات پر ہوتا ہے۔ ملک کے حقیقی حکمران یعنی استعماری طاقتیں انہیں آگے لاتی ہیں۔ استعماری طاقتیں جمہوری اداروں کی مضبوطی چاہتی ہیں تاکہ لوگوں کو کفر قوانین اور منصوبوں کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔

اس میں اس پر بھی کوئی بات نہیں کی گئی کہ کس طرح حکومت کی لبرلائزیشن پالیسی نے ہمارے اخلاق، عقائد اور عزتوں کو کچلا ہے۔

یقیناً اس رپورٹ میں لوگوں کی ضروریات کو سامنے نہیں رکھا گیا بلکہ اس سطحی رپورٹ نے صرف حکومتی اداروں اور سیاسی جماعتوں کی استعداد کو دیکھ کر جمہوریت کی "کامیابی" کا اندازہ لگایا ہے۔ کیا کسی بھی نظام کی خوبی کا اندازہ اس بات پر نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کس قدر خوبی سے اپنے لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کرتا ہے؟ اس رپورٹ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ ہمارے معاملات کی دیکھ بھال کی صورتحال کس قدر خراب ہے تاکہ اس کرپٹ نظام کے خمیر میں موجود خرابیوں پر پردہ ڈالا جاسکے۔ موجودہ حکمران یہ دعوی کرتے ہیں کہ جمہوریت لوگوں کے لیے، لوگوں کے ذریعے، لوگوں کی ہے۔ درحقیقت یہ سرمایہ داروں کے ذریعے اور سرمایہ داروں کے لیے، سرمایہ داروں کی حکمرانی ہے، ۔ اور پاکستان کے حوالے سے یہ ایک مخصوص اشرافیہ کی حکمرانی ہے جو اپنے اور ساتھ ہی اپنے استعماری آقاوں کے مفادات کی نگہبانی کرتی ہے جبکہ اس وجہ سے پاکستان عدم تحفظ اور افراتفری کی آگ میں جل رہا ہے۔

اس کے علاوہ جمہوریت کی بنیاد یہ ہے کہ انسان کی محدود عقل صحیح اور غلط، قانونی اور غیر قانونی کا فیصلہ کرتی ہے اور پوری قوم کی قسمت کا انحصار منتخب حکمرانوں کی خواہشات پر ہوتا ہے۔ یہ منتخب حکمران چنے جاتے ہیں، ان کی تربیت کی جاتی ہے اور ملک کے حقیقی حکمران یعنی استعماری طاقتیں انہیں آگے لاتی ہیں۔ استعماری طاقتیں جمہوری اداروں کی مضبوطی

چاہتی ہیں تاکہ لوگوں کو کفر قوانین اور منصوبوں کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ لہٰذا آج پاکستان کے مسلمان دین حق اور قرآن و سنت کی حکمرانی کا مطالبہ کرتے ہیں اور صرف یہی اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کیا قانونی ہے اور کیا غیر قانونی ہے۔ جبکہ جمہوری اداروں کا مقصد اسلام کو قوت کے ذریعے کچلنا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے اغوا، گرفتاریاں اور تشدد کے غیر انسانی حربے استعمال کرتے ہیں۔

اگر ہم ان پیمانوں کو قبول بھی کرلیں جو اس رپورٹ کی تیاری کے لیے استعمال کیے گئے ہیں تب بھی یہ بات سب پر واضح ہے کہ پاکستان کے مخلص مسلمان اپنے حکمرانوں سے نفرت کرتے ہیں اور انہیں ان اداروں پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ انہیں انصاف ملنے کی کوئی کرن تک نظر نہیں آرہی اور ہر ایک جانتا ہے قانون نافذ کرے والے ادارے اور عدلیہ ان کے مصائب کے بوجھ میں مزید اضافہ ہی کررہے ہیں۔ یہاں انصاف میسر نہیں کیونکہ عدلیہ اسلام کی بنیاد پر کام نہیں کرتی۔ لہٰذا جانے پہچانے مجرم جیسا کہ وزیر اعظم نواز شریف اس قابل ہوتے ہیں کہ پانامہ کرپشن کے مقدمات مہینوں لٹکے رہیں جبکہ خلافت کے داعی مقدمات چلائے بغیر ہی سالوں تک جیلوں میں پڑے رہیں۔ جمہوری نظام میں انصاف ایک سیراب ہے جو لوگوں کو اپنے حکمران چننے کا اختیار دے کر بے وقوف بناتا ہے تاکہ وہ اگلے پانچ سال تک ان کی خواہشات کی سامنے جھکے رہیں۔

وہ پیمانے جو اہمیت رکھتے ہیں اگر ان پر جمہوریت کو دیکھا جائے تو اس کی کارکردگی صفر ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے جمہوریت کو مسترد کردیا ہے جو استعماری طاقتوں کا ایک آلہ ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اِس نظام کا اُن کے اِس دین سے کوئی مشابہت نہیں جو انہیں بہت عزیز ہے۔ عوامی سطح پر بات اس مقام تک پہنچ چکی ہے کہ حکمران اس کرپٹ نظام کو صحیح دیکھانے کے لیے اس قسم کی رپورٹس کو پیش کرتے ہیں۔

وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہ ظالم نظام اپنی موت کے قریب پہنچ چکا ہے اور جلد خلافت کے واپسی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اِس کو اِس کی قبر میں اتار دے گی۔ احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ** "پھر ظلم کی حکمرانی ہوگی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر اللہ اسے ختم کردیں گے جب اللہ چاہیں گے۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہوگی"۔ اور آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

وہ پیمانے جو اہمیت رکھتے ہیں اگر ان پر جمہوریت کو دیکھا جائے تو اس کی کارکردگی صفر ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے جمہوریت کو مسترد کردیا ہے جو استعماری طاقتوں کا ایک آلہ ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اِس نظام کا اُن کے اِس دین سے کوئی مشابہت نہیں جو انہیں بہت عزیز ہے۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 24 سے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ** "یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تمہیں شناسا کیا ہے" (النساء:105)۔

افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران! جمہوریت نے ہمیں ہمارے دشمنوں کے سامنے ذلیل و رسوا اور معاشی حالات کو خراب تر ہی کیا ہے۔ جمہوریت نے ہمیں مشرف-عزیز حکومت، پھر کیانی-زرداری حکومت، پھر راحیل-نواز حکومت اور اب باجوہ-نواز حکومت میں بھی نقصان ہی پہنچایا ہے۔ لہٰذا آپ کیسے کرپٹ قیادت کو اس بات کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ آپ کی طاقت کو اس جمہوریت کے تسلسل کے لیے استعمال کریں جس کی بھٹی میں ہمارے لوگ اور ہمارا ملک جل کر خاک ہورہا ہے؟ اب آپ پر لازم ہے کہ جمہورت کے خاتمے اور خلافت کے فوری واپسی کے لیے حزب التحریر کو اس کے امیر شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ کے قیادت میں نصرۃ فراہم کریں۔ صرف اسی صورت میں ہم طاقت و جبر کی حکمرانی کا خاتمہ اور ریاست خلافت کی صورت میں اسلام کی حکمرانی دیکھیں گے۔ احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ** "پھر جبر کی حکمرانی ہوگی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر اللہ جب چاہیں گے اسے ختم کردیں گے۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہوگی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہوگئے"۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

جمعرات 23 رجب 1438 ہجری بمطابق

20 اپریل 2017

میرے شوہر نوید بٹ کو رہا کرو

تحریر: مسز نوید بٹ

چار سال اور 9 مہینے پہلے 11 مئی 2012، بروز جمعہ میرے شوہر نوید بٹ کو ہمارے تین معصوم بچوں کی آنکھوں کے سامنے دن دیہاڑے سیکورٹی اہلکاروں نے اغوا کر لیا۔ وہ دن اور آج کا دن، ہمیں ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ نوید بٹ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی پُر امن جدوجہد میں مصروف تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اس پیارے وطن پاکستان میں مکمل اسلامی نظام یعنی نبی ﷺ کے طریقہ پر چلتے ہوئے خلافتِ راشدہ کے قیام کا مطالبہ کرنا تھا۔ ان کی دعوت زبانی اور تحریری طور پر تھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مکہ میں اسلام کی دعوت محض فکری اور سیاسی جدوجہد کے ذریعے دی جس کے نتیجے میں مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی اور ہجرتِ مدینہ رونما ہوئی۔ مکہ میں آپؐ اور آپؐ کے اصحابِ مبارکہ رضی اللہ عنہم پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔ حتیٰ کہ ایک بار حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور کچھ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی جائے؛ انہوں نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! جب ہم مشرک تھے عزت سے تھے، اور جب سے ایمان لے آئے ذلیل و حقیر ہو گئے"۔ لیکن آپؐ نے منع فرما دیا اور فرمایا: "إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ، فَلَا تُقَاتِلُوا" "مجھے عفو و درگزر کا حکم ملا ہوا ہے۔ تو (جب تک لڑائی کا حکم نہ مل جائے) لڑائی نہ کرو"۔ (مروی ابنِ ابی حاتم، النسائی، الحاکم) یہی وجہ ہے کہ نوید نے آپؐ کی سنتِ مبارکہ کی پیروی کرتے ہوئے موجودہ نظام کے خلاف محض فکری اور سیاسی جدوجہد کا بیڑہ اٹھایا اور ہتھیار کے استعمال سے اجتناب کیا کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

میرے شوہر نے امریکہ کی یونیورسٹی آف اِلینوئے، شکاگو سے الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد وہ شکاگو میں ہی ایک معروف کمپنی کے ساتھ منسلک رہے۔ لیکن ان کے ذہن میں ہمہ وقت مسلمانوں اور اپنے وطن کے تحفظ کی امنگ رہتی تھی۔

> **نوید بٹ کلمہءِ حق بلند کرنے سے باز نہ آئے اور یہی حکمرانوں کی نظر میں ان کا جرم بن گیا۔ ان کی جگہ کوئی اور دنیا دار شخص ہوتا تو کب کا یہ مشن چھوڑ کر محض کسبِ معاش میں الجھ گیا ہوتا۔ مگر انہوں نے تو اسلام کی دعوت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔**

انہیں اپنے وطن پاکستان کی تاریخ سے گہری دلچسپی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ 1947 میں بننے والے اس ملک کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کی قربانی دی، اور یہ جانیں انہوں نے صرف اس لئے قربان کیں کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ یہاں مدینہ کی طرز پر اسلامی ریاست قائم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی ماؤں، بہنوں کی عصمتیں لٹا کر اور اپنے بچوں کی جانیں گنوا کر بھی جب کٹے پھٹے جسموں کے ساتھ وہ ہجرت کر کے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتے تھے تو فرطِ عقیدت سے سجدے میں گر جاتے تھے اور اس مٹی کو چوم لیتے تھے۔ اس تاریخی حقیقت کے علاوہ، نوید اس بات پر بھی یقینِ محکم رکھتے تھے کہ پاکستان کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اُن تمام وسائل سے نوازا ہے جن کے درست استعمال سے پاکستان حقیقی معنوں میں اسلام کا قلعہ اور مسلمانوں کی محافظ ریاست بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میرے شوہر نے اپنی امریکہ کی پُر تعیش اور آرام دہ زندگی کو خیر باد کہہ کر پاکستان واپسی کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے پاکستان میں خلافت کے قیام کے لئے اپنا دن رات ایک کر دیا۔ ان کا آئیڈیل رسولِ پاک ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تھی۔ اور انہی کی اتباع میں نوید بٹ نے تحریروں اور تقاریر کے ذریعے عوام اور خواص کو اسلام کے مکمل نفاذ کے لئے قائل کرنے کی مہم شروع کی۔ وہ ایک عالمی اسلامی سیاسی تنظیم حزب التحریر کے ترجمان کی حیثیت سے ذرائع ابلاغ کے نمائندوں، کالم نگاروں، صحافیوں اور ٹیلی ویژن کے اینکروں سے ملتے تھے اور ان سے پاکستان میں اسلام کے مکمل، جامع اور یکمشت نفاذ کے معاملے پر گفتگو کرتے تھے۔ انہوں نے بے شمار پریس ریلیز جاری کیں، جن میں موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کی خامیوں اور ظلم کو آشکار کرنے کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کی غداری، سازشوں اور کفار کے ساتھ ان کی ملی بھگت کو بھی بے نقاب کیا گیا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ ﷺ نے قریشِ مکہ کے نظام اور لیڈروں کے ظلم کا پردہ فاش کیا تھا۔ اسی وجہ سے مشرف نے 2003 میں اپنے امریکی آقاؤں کے حکم پر

حزب التحریر پر پابندی عائد کردی۔ اور یہ بھی بعینہ اسی طرح جیسے قریش نے آپؐ کا مقاطعہ کیا تھا اور مسلمانوں سے ہر قسم کا تعلق قطع کر دیا تھا۔

میرے شوہر نوید بٹ ایک نہایت نرم دل اور محبت کرنے والے انسان ہیں۔ وہ اپنے پورے خاندان کے چہیتے ہیں۔ ان کی بہنیں اور بھائی ان کی جدائی میں غم سے نڈھال ہیں۔ ہمارے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ سب سے چھوٹا بیٹا ان کے اغوا کے وقت صرف دو سال کا تھا۔ آج وہ اپنے ابو کے بارے میں سوال کرتا ہے تو میں اسے کہتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے آواز بلند کرنے کے جرم میں قید ہیں۔ اور اللہ ہی ان کو رہا کرائے گا۔ میری بیٹی اپنے والد کو ہر وقت یاد کرتی ہے اور دعائیں مانگتی ہے کہ وہ جلد رہا ہو جائیں۔ نوید تمام امت اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے دردِ دل رکھتے ہیں۔ مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کے باعث میں نے انہیں راتوں کو جاگتے دیکھا ہے۔ ان کی بے چینی میں اس وقت اضافہ ہو جاتا تھا جب وہ مسلمانوں کا بے دریغ بہتا ہوا لہو اور ہمارے حکمرانوں کی اس ظلم پر مجرمانہ خاموشی دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کلمۂ حق بلند کرنے سے باز نہ آئے۔ اور یہی حکمرانوں کی نظر میں ان کا جرم بن گیا۔ ان کی جگہ کوئی اور دنیا دار شخص ہوتا تو کب کا یہ مشن چھوڑ کر محض کسبِ معاش میں الجھ گیا ہوتا۔ مگر انہوں نے تو اسلام کی دعوت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔

آج اسی "جرم" کی پاداش میں وہ لاپتہ ہیں۔ ان کے اغوا کو چار سال اور 9 مہینے ہو گئے ہیں۔ اور صرف وہی نہیں، اب تو ایک لمبی فہرست ہے اُن بے گناہ مخلص مسلمانوں کی جو اس پاک سرزمین پر اللہ پاک بزرگ و برتر کے پاک نظام کو نافذ کرنے کی خواہش رکھنے کے جرم میں پابندِ سلاسل ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر نوید بٹ نے کوئی جرم کیا تھا تو ان پر کوئی مقدمہ چلا کر سزا کیوں نہ دی گئی؟ آخر اُن کا اور اُن کے خاندان کا جرم ہے کیا؟ آج ملک کو سستے داموں بیچنے والے، دشمنوں سے چوری چھپے اور کھلے عام دوستیاں کرنے والے، کرپشن کے ریکارڈ توڑنے والے اور پانامہ لیکس کے ملزمان دیدہ دلیری سے دندناتے پھرتے ہیں، جو عوام کی خون پسینے کی کمائی گزشتہ ستر سالوں سے لُوٹ رہے ہیں، اور اسی وقت میں میرے شوہر کو محض حق کی آواز بلند کرنے پر غائب کر دینا ظلم کی انتہا نہیں؟ وہ بلاشبہ ضمیر کے قیدی ہیں۔

میں میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں، انسانی حقوق کی تنظیموں، وکلاء اور سیاستدانوں سے مخاطب ہوں۔ آپ میں سے اکثریت نوید کی اس فکری اور سیاسی جدوجہد سے باخبر ہیں۔ وہ بحیثیت ترجمان حزب التحریر آپ لوگوں سے ملتے رہتے تھے۔ انہوں نے نہ صرف آپ کو متعدد خطوط لکھے بلکہ خود آپ کو حزب التحریر کی کتابیں اور تحریری مواد فراہم کیا۔ نوید کا اس سب میں کوئی ذاتی مفاد نہیں تھا اور نہ اس کے بدلے انہیں آپ سے کچھ چاہئے تھا۔ وہ اس پر خار راستے پر کسی مالی یا دنیاوی فائدے کے لیے نہیں چل رہے تھے۔ ان کی خواہش محض یہ تھی کہ آپ قیامِ خلافت کی اس جدوجہد میں شامل ہو جائیں جو آپ سب پر بھی فرض ہے۔ میں آپ سے کہتی ہوں کہ آپ اس خوف سے باہر نکلیں اور حزب التحریر کے نام اور کام پر کھل کر مباحثہ کریں۔ اور اس کے ممبران بشمول میرے شوہر نوید بٹ کی بحفاظت رہائی کا مطالبہ کریں۔

ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ بہادری سے نہ تو ہماری زندگی کے دن اور نہ ہی ہمارا رزق کم ہو گا بالکل ویسے ہی جیسے بزدل کی بزدلی سے اس کی زندگی کے دن اور رزق طویل نہیں ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ،
أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ رَهْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ "حق بات کو بیان کرتے ہوئے لوگوں کا خوف مت کرو کیونکہ حق بات بیان کرنے سے نہ تو تمہاری زندگی میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی رزق میں کوئی نقصان ہو گا" (احمد)۔

میں آپ سب سے سوال کرتی ہوں کہ ان ظالم حکمرانوں کے خلاف کلمۂ حق بلند کرنا آخر کس کی ذمہ داری ہے؟ کیا یہ درحقیقت آپ سب کی ذمہ داری نہیں جو حزب بھی ادا کر رہی ہے؟ اگر آپ اسی طرح حزب التحریر کے نام کا ذکر کرنے سے بھی خوف کھاتے رہیں گے؛ جبکہ اس کی دنیا بھر میں خلافت کے قیام کے لئے قربانیوں کا ذکر تو دور کی بات ہے؛ تو نہ تو آپ کی ذاتی زندگیوں میں کوئی بہتری آئے گی اور نہ ہی ملکی یا عالمی سطح پر حالات بہتر ہو سکیں گے۔ اس ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کرنا آپ پر فرض ہے ورنہ آپ اس وقت کیا جواب دیں گے جب جلد قائم ہونے والی خلافت آپ کو کٹہرے میں کھڑا کرے گی؟ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ قیامت کے روز خود کو اللہ کے غضب سے بچانے کے لئے کیا عُذر پیش کریں گے؟

اور اہلِ اقتدار اور اہلِ طاقت سے میرا مطالبہ ہے کہ میرے شوہر نوید بٹ کو فی الفور رہا کیا جائے۔ وہ پہلے ہی 5 سال اپنے ناکردہ جرائم کی سزا کاٹ چکے ہیں۔ میں اِن اہلِ اقتدار کو مظلوم کی بددعاؤں سے خبردار کرتی ہوں کہ یہ وہ دعا ہے جو براہِ راست، بغیر کسی رکاوٹ اور پردے کے، اللہ سبحانہُ و تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میری اصل امید اور آسرا محض اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور بے شک اللہ اپنے نیک بندوں کو رسوا نہیں کرتا۔

حکمران چین کے لئے امریکی منصوبے میں معاونت کر رہے ہیں

تحریر: خالد صلاح الدین

حالیہ دنوں میں پاکستان کی فوجی قیادت کی جانب سے چین کے ساتھ قربت اور امریکہ سے دوری کے دعوؤں کا کچھ تجزیہ کرنا ضروری ہے۔ اصولی طور پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ امریکہ کے ساتھ اتحاد فائدے مند نہیں تھا، ورنہ امریکہ سے دوری اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چین کے ساتھ قربت کا مطلب ہے کہ فوجی قیادت توازن کا کھیل کھیلے گی جہاں وہ خطے میں امریکہ اور اس کی پالیسیوں کے خلاف چین کو ایک متبادل قوت کے طور پر استعمال کرے گی۔ اسی بات میں یہ بھی مضمر ہے کہ ہماری فوجی قیادت دل سے پاکستان کے مفاد کو عزیز رکھ رہی ہے اور سمت کی یہ تبدیلی پاکستان کے متعلق ان کی بصیرت کی عکاس ہے۔ ایشیائی بر صغیر میں چین امریکہ مخاصمت کا سرکاری طور پر اظہار اکتوبر 2011 میں "فارن پالیسی میگزین" میں شائع ہونے والے ہلری کلنٹن کی مضمون میں کیا گیا۔ یہ مخاصمت اس مضمون کے شائع ہونے سے کئی برس پہلے سے جاری تھی۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ اس کو آشکار اب کیوں کیا گیا؟ اکتوبر 2011 میں کیوں نہیں کیا گیا جب امریکہ نے اپنی پالیسی باضابطہ طور پر جاری کی تھی؟ 2000 کے شروعات میں کیوں نہیں کیا گیا جب امریکہ کی پالیسی عملی طور پر نافذ ہوئی؟

موجودہ جیو پولیٹکل صورتحال کہیں پہلے کے واقعات کا نتیجہ ہے۔ موجودہ سمت کی تبدیلی کی شروعات اوباما کی پہلی مدت صدارت کے دوران شروع ہوئی۔ جنوری 2009 میں منصب صدارت سنبھالنے کے بعد صدر باراک اوباما نے افغانستان پر امریکہ کی پالیسی پر تفصیلی غور و خوص کا حکم دیا۔ 27 مارچ 2009 میں امریکہ نے "ایف-پاک" کے نام سے نئی پالیسی کا علان کیا جس کے تحت اس کی نئی پالیسی کی بنیاد اس سوچ پر رکھی گئی کہ "افغانستان کا مستقبل اس کے ہمسائے، پاکستان، کے مستقبل سے جڑا ہوا ہے"، کیونکہ افغانستان میں "دہشت گرد" عناصر امریکی جنگی آپریشنز کے خلاف محفوظ ٹھکانوں کے لیے پاکستان کی سرحد پار کرتے ہیں۔ لہٰذا نئی امریکی حکمت عملی کے تحت افغانستان اور پاکستان کو ایک ہی پالیسی کے تحت دیکھا جائے گا۔

> سیاسی طور پر اس بات پر توجہ مرکوز کی گئی کہ چین خطے میں زیادہ ذمہ داریاں اٹھانے کو قبول کر لے۔ امریکہ کے پالیسی ساز پہلے ہی اس بات پر ناراض تھے کہ قربانیاں امریکی دیں اور فائدہ چینی اٹھائیں۔

2009 کے اختتام تک وائٹ ہاوس نے مزید تیس ہزار افواج بھیجنے کا اعلان کیا تا کہ افغانستان میں حالات کو اپنے حق میں کیا جائے اور پھر 18 ماہ بعد امریکہ افغانستان میں اپنی افواج کی تعداد کو کم اور سیکیورٹی کی ذمہ داریاں افغان فورسز کے حوالے کرنا شروع کر دے گا۔

لہٰذا افواج کے انخلاء کا ہدف 2010 کا وسط یا 2011 کی شروعات کی تاریخوں کا رکھا گیا۔ افغانستان میں امریکہ کی حکمت عملی میں خطے میں مزاحمتی تحریکوں کے خلاف پاکستان کے کردار کو بہت اہمیت دی گئی اور اس کے تحت یہ ہدف رکھا گیا کہ تنازعے کے حل میں چین بھی زیادہ کردار ادا کرے۔ لہٰذا 2009 میں امریکہ کی پالیسی کے دو پہلو تھے۔

پہلا پہلو یہ تھا کہ پاکستان کی فورسز کو قبائلی علاقوں میں بھیجا جائے تا کہ خطے میں استحکام پیدا ہو، امریکی افواج کو تحفظ فراہم ہو اور اس کے نام نہاد "انخلاء" کے منصوبے کو حمایت مل سکے۔ اس نقطے پر پچھلے مضامین میں بات کی گئی تھی لیکن مختصراً اس پر عمل درآمد کے لیے ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے ذریعے پاکستان میں خودکش دھماکوں میں اضافہ کیا گیا تا کہ دہشت گردی کو حقیقی خطرے کے طور پر پیش کیا جاسکے، ڈرون حملوں میں زبردست اضافہ کیا گیا تا کہ پاکستان آرمی اور قبائلی علاقوں کے درمیان تنازع پیدا ہو اور پھر لازمی مشرقی سرحد سے افواج کو مغربی سرحد پر منتقل کیا جائے اور اس وقت کے آرمی چیف کیانی نے اس منصوبے کو مکمل وفاداری کے ساتھ نافذ کیا۔

اس کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ افغانستان کے بحران میں چین کے کردار کو بڑھایا جائے۔ اس جنگ کے نتیجے میں پیدا ہونے والا معاشی بوجھ بہت زیادہ تھا خصوصاً اگر امریکہ کے سالانہ مالیاتی خسارے کو سامنے رکھا جائے۔ اس کے علاوہ امریکہ کی اندرونی سیاست میں اس بات کا جواز دینا دن بدن مشکل ہوتا جارہا تھا کہ افغانستان میں امریکی جانوں کی قربانی دینا امریکہ کے مفاد میں ہے۔ لہٰذا، سیاسی طور پر اس بات پر توجہ مرکوز کی گئی کہ چین خطے میں زیادہ ذمہ داریاں اٹھانے کو قبول کر لے۔ امریکہ کے پالیسی ساز پہلے ہی اس بات پر ناراض تھے

کہ قربانیاں امریکی دیں اور فائدہ چینی اٹھائیں۔ چیرمین سینٹرل ایشیا کاکس انسٹیٹیوٹ، ایس فیڈرک سٹار نے کہا: "ہم بھاری جنگ لڑتے ہیں۔۔۔۔اور وہ (چین) پھل اٹھا لیتا ہے" (http://www.huffingtonpost.com/2011/08/15/china-military-afghanistan-iraq_n_927342.html?)۔

لہٰذا خطے میں چین کی جانب سے بڑے کردار کی ادائیگی اور سیکیورٹی کی بڑی ذمہ داریوں کے اٹھانے کی پیش گوئی کی جاسکتی تھی۔ چینی خطے میں امریکی کی موجودگی کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے کچھ ایسے مسائل تھے جن کی بناپر وہ خطے میں امریکہ کی موجودگی چاہتے بھی تھے۔ افغانستان و پاکستان کے حوالے سے امریکہ کی حکمت عملی خطے میں کئی چینی مفادات سے ہم آہنگ ہے۔ بنیادی طور پر چین کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کے اندر استحکام کو یقینی بنائے خصوصاً اس کے مغربی صوبے سنکیانگ میں جہاں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد رہتی ہے۔ چینی حکام ان مسلم سیاسی کارکنوں کے حوالے سے بہت عرصے سے پریشان ہیں جو زیادہ خودمختاری بلکہ آزادی کی حمایت کرتے ہیں۔ چینی رہنما ایسے سیاسی کارکنوں کو "انتہاپسند، علیحدگی پسند اور دہشت گرد" کہتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف چین کا ایک اہم ترین ہدف ان انتہاپسند گروہوں کو روکنا ہے جو پاکستان و افغانستان میں موجود ہیں اور جو چین کی مسلم آبادی کو چین کے خلاف اکساتے ہیں۔ امریکہ سنکیانگ صوبے میں علیحدگی کی تحریک، ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ اور عمومی طور پر علیحدگی کی تحریکوں کے حوالے سے چینی مشکلات وپریشانیوں سے آگاہ تھا۔

اگرچہ انخلاء کی ضرورت امریکہ کی سیاسی و معاشی مجبوری تھی لیکن اسے ایسے انجام دیا گیا کہ چین افغانستان میں زیادہ بڑا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوجائے۔ افغانستان اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں سیکیورٹی کی بدتر ہوتی صورتحال نے چین کو مزید پریشان کردیا۔

لہٰذا امریکہ کی سیاسی مشینری نے چین کو زیادہ وسیع کردار کی ادائیگی کے لیے رضامند کرنا شروع کردیا۔ رچرڈ ہالبروک اور دوسرے امریکی حکام باقاعدگی سے اپنے ہم عصر چینی حکام سے ملتے تھے اور خصوصی طور پر نئی حکمت عملی پر بات چیت کرتے تھے اور خطے میں چینی مفادات کو یقینی بنانے کی یقین دہانیاں کراتے تھے۔ 21 فروری 2009 میں ہلری کلنٹن کے دورہ چین کے اختتام پر ایک پریس کانفرنس میں چینی وزیر خارجہ Yang Jiechi نے کہا، "اور ہم نے بہترین طریقے سے انتہاپسندی کے خلاف اور افغانستان و پاکستان میں استحکام کے فروغ کے لیے کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے" (http://www.cfr.org/china/secretary-clintons-remarks-chinese-foreign-minister-yang-jiechi/p18595)۔ نومبر 2009 میں بیجنگ کے عظیم عوامی ہال میں امریکی و چینی صدر کے درمیان ایک مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران صدر اوباما نے کہا، "صدر ہو اور میں نے سیکیورٹی اور افغانستان و پاکستان میں استحکام کے باہمی مفاد پر بات چیت کی، اور کسی بھی ملک کو دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے، اور ہم نے فیصلہ کیا کہ اس ہدف کے حصول کے لیے مزید تعاون کریں جس میں پورے جنوبی ایشیا میں زیادہ مستحکم اور پرامن تعلقات کو پیدا کرنا بھی ہے" (http://www.cfr.org/china/joint-press-statement-president-obama-chinas-president-hu-november-2009/p20771)۔ مئی 2010 میں چین کے دورے کے دوران امریکہ کے سیکریٹری خارجہ برائے جنوبی اور وسطی ایشیا، رابرٹ بلیک نے جنوبی ایشیا کی صورتحال پر وزارت خارجہ کے اسکالرز اور اہلکاروں سے بات چیت کی اور کہا کہ، "ان (بین الاقوامی) کاششوں کی کامیابی میں چین کا اہم مفاد پنہا ہے۔ اور ہم اس موضوع پر بات چیت کو خوش آمدید کہتے ہیں کہ چین کس طرح سرمایہ کاری اور دیگر اقسام کی معاونت سے زیادہ کردار ادا کرسکتا ہے" (http://www.chinadaily.com.cn/cndy/2010-05/05/content_9809681.htm)۔

> رچرڈ ہالبروک اور دوسرے امریکی حکام باقاعدگی سے اپنے ہم عصر چینی حکام سے ملتے تھے اور خصوصی طور پر نئی حکمت عملی پر بات چیت کرتے تھے اور خطے میں چینی مفادات کو یقینی بنانے کی یقین دہانیاں کراتے تھے۔

اس کے ساتھ امریکہ نے ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ کے حوالے سے کئی سیکیورٹی اقدامات اٹھائے۔ 27 اپریل 2009 کو پاکستان نے 9 ایغور مسلمانون کو چین کے حوالے کیا۔ مئی 2010 میں ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ کے رہنما عبدالحق الترکستانی ایک امریکی ڈرون حملے میں پاکستان میں جاں بحق ہوئے۔ عبدالحق ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ کی وہ شخصیت تھے جو سرحدی علاقوں میں دوسرے

عسکری گروپوں سے قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ چین نے 2008 میں آٹھ افراد پر مشتمل انتہائی مطلوب افراد کی فہرست جاری کی۔ اس فہرست میں دوسرے نمبر پر عبدالشکور ترکستانی کا نام تھا جنہوں نے عبدالحق کے مارے جانے کے بعد ان کی ذمہ داریاں سنبھالی تھی۔ 24 فروری 2012 کو دو امریکی ہیل فائر میزائلوں نے پاکستان میں عبدالشکور، فاٹا میں القائدہ فورسز کے سربراہ اور ان کے تین کمانڈروں کو قتل کردیا۔ ان کا شمار ان لوگوں میں بھی کیا جاتا تھا جو 2008 میں بیجنگ اولمپکس کو نشانہ بنانے کی دھمکی آمیز وڈیوز جاری کرتے تھے۔ جون 2012 میں القائدہ کے چوٹی کے نظریاتی رہنما ابو یحیی اللبی، جنہوں نے چین کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا، کو شمالی وزیرستان میں قتل کردیا گیا۔ عبدالحق کے قتل کے چند دنوں کے بعد 13 ایغور اور دو ترک افراد کو افغانستان کے صوبے بادغیس میں ایک ڈرون حملے میں قتل کردیا گیا اور یہ تمام کے تمام ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ کے اراکین تھے۔ جولائی 2012 میں چھ ازبک افراد کو ایک حملے میں قتل کردیا گیا جو کہ ایک چھوٹے گروہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ کے قریب سمجھے جاتے تھے۔

بظاہر اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے لیے ایبٹ آباد میں ہونے والے امریکی حملے کے بعد چین نے یہ کہا کہ پاکستان پر حملہ چین پر حملہ تصور کیا جائے گا۔ ہماری فوجی قیادت کا جواب انتہائی عام سا تھا۔ پاکستان کی فوجی قیادت نے چین کی پیشکش کا جواب دینا تک مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ تو پہلے سے ہی اس امریکی منصوبے، ایف-پاک پالیسی، سے وابستہ تھے جس کے تحت افغانستان میں استحکام کے قیام کے لیے چین کو افغانستان کے معاملات میں کھینچا جارہا تھا۔ ہلری کلنٹن اور چینی نائب وزیراعظم وینگ کیشان کی جانب سے جاری ہونے والی مشترکہ پریس ریلیز میں کہا گیا:"ہم نے افغانستان میں تعاون کی اہمیت پر اتفاق کیا تاکہ سیاسی استحکام اور معاشی ترقی کے مشترکہ اہداف پر آگے بڑھا جاسکے"(http://beijing.usembassy-china.org.cn/sed2011.html)۔

22جون 2011 کو ایک نشری تقریر میں صدر اوباما نے افواج کے انخلاء کا اعلان کیا: "آج رات میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ہم اپنا وعدہ پورا کررہے ہیں۔ وردی میں موجود ہمارے مرد و خواتین، ہمارے شہری افراد اور ہمارے کئی اتحادی ساتھیوں کی وجہ سے ہم اپنے اہداف حاصل کررہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اگلے ماہ کے شروع سے ہم افغانستان سے اپنی دس ہزار افواج کو سال کے آخر تک نکال لیں گے، اور اگلی بہار تک مزید 33 ہزار افواج کو واپس گھر لے آئیں گے، ویسٹ پوائنٹ پر اعلان کیے جانے والے اضافے کو مکمل واپس لے آئیں گے۔ اس شروعاتی کمی کے بعد ہماری افواج ایک خاص متوازن رفتار کے ساتھ گھر آتی رہیں گی کیونکہ افغان سیکیورٹی فورسز ان کی جگہ لیتی جائیں گی۔ ہمارا مشن لڑائی سے بدل کر صرف حمایت فراہم کرنا ہوجائے گا۔ 2014 تک یہ عبوری دور مکمل ہوجائے گا اور افغان عوام اپنی سیکیورٹی کے خود ذمہ دار ہوں گے"(https://www.theguardian.com/world/richard-adams-blog/2011/jun/23/afghanistan-barack-obama-troop-withdrawal#block-9)۔

حال ہی میں فارن افیئرز میگزین میں شائع ہونے والے مضمون میں Evan Feignbaum نے لکھا کہ، "علاقائی رابطے کی بات چین کی ایجاد نہیں۔۔۔ اور یہ بیجنگ نہیں بلکہ امریکی سیکریٹری خارجہ کونڈا لیزا رائس، عالمی بینک اور ایشین ڈولپمنٹ بینک تھا جنہوں نے اس صدی کی پہلی دہائی کے وسط میں وسطی اور جنوب ایشیائی سڑکوں اور پاور لائنز کی تعمیر پر زور دیا تھا"(فارن افیئرز جنوری/فروری 2017، جلد 96، شمارہ اول)۔ لہٰذا علاقائی تعلق پر زور درحقیقت علاقائی ضرورت تھی۔ جولائی 2011 میں سیکریٹری خارجہ ہلری کلنٹن نے بھارت میں وسطی ایشیائی معیشتوں کو جنوبی ایشیائی معیشتوں سے جوڑنے کے فوائد کے بارے میں بات کی جس میں افغانستان اور پاکستان بھی شامل ہیں۔ اس کے مطابق علاقائی معاشی تعلقات میں اضافہ مستحکم معاشی بڑھوتی کا باعث بنے گا جو کہ انتہا پسندی کو شکست دینے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس نے خاص طور پر کہا کہ:"چنئی میں بیٹھے ایک کاروباری کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مال کو بغیر کسی رکاوٹ کے ٹرک یا ٹرین پر ڈال کر کم خرچ میں پاکستان اور افغانستان سے ہوتے ہوئے قازقستان میں اپنے گاہک کے دروازے پر پہنچا سکے۔ ایک پاکستانی کاروباری کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ایک شاخ بنگلور میں کھول سکے۔ ایک افغان کسان اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے انار اسلام آباد میں فروخت کرسکے اور پھر نئی دہلی کی جانب چلا جائے۔ اور جیسا کہ وزیر اعظم سنگھ نے اس کو انتہائی خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ، 'اپنی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے میں اُس دن کا خواب دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ناشتہ امرتسر میں، دوپہر کا کھانا لاہور میں اور رات کا کھانا کابل میں کھائے۔ اسی طرح ہمارے آباؤاجداد نے زندگی گزاری تھی۔ اسی طرح سے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے بچے زندگی گزاریں'"(http://iipdigital.usembassy.gov/st/english/texttrans/2011/07/20110720165044su0.7134014.html#axzz4aDzEyQcG)۔

لہٰذا علاقائی ڈھانچے کا خیال سب سے پہلے امریکہ نے چنئی، بھارت میں ہلری کلنٹن کی تقریر کے ذریعے پیش کیا۔ نومبر 2011 میں ترکی نے "ہارٹ آف ایشیا کانفرنس منعقد کی۔ امریکہ و چین کی حمایت کی وجہ سے یہ تصور علاقائی تعاون کے حوالے سے اہم علامت بن گیا۔ "مسودے کی تیاری کے دوران وہ (چینی) بہت پُرجوش تھے اور انہوں نے کئی مسائل کو اٹھایا۔ آپ افغانستان کے حوالے سے کئی اجلاسوں میں شرکت کرتے ہیں اور ہمسائے خاموش رہتے ہیں، لیکن یہاں آپ انہیں آگے آگے دیکھتے ہیں اور یہی اس سب کا مقصد تھا"، ایک دوسرے سفارت کار نے کہا۔۔۔۔ چینی پہلی بار بہت جامع اور تعمیری کردار ادا کر رہے تھے، آپ خطے میں بڑھتے ہوئے چینی کردار کو دیکھ سکتے تھے اور وہ پہلے سے کہیں زیادہ بول رہے تھے" (http://in.reuters.com/article/idiNindia-60281020111102)۔

لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ: مئی 2011 میں امریکہ اور چین کے درمیان اسٹریٹیجک بات چیت ہوئی۔ جون 2011 میں اوباما نے افغانستان سے افواج کے انخلاء کا اعلان کیا۔ جولائی 2011 میں ہلری کلنٹن نے چنئی، بھارت میں سلک روٹ (شاہراہ ریشم) کی تجویز پیش کی۔ ستمبر 2011 میں امریکہ نے نیویارک میں نئی سلک روٹ وزارتی اجلاس بلایا اور چین نے اس کے حوالے سے گرم جوشی کا اظہار کیا۔ نومبر 2011 میں ترکی نے "ہارٹ آف ایشیا کانفرنس" منعقد کی۔

خطے میں چین نے وسیع کردار ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ لیکن امریکہ کا منصوبہ اس کہیں زیادہ وسیع تھا۔ ہلری نے چنئی، بھارت میں جس نئے سلک روٹ کی تجویز پیش کی تھی وہ چین کے لیے ایک دانہ تھا۔ امریکہ کسی صورت معاشی لحاظ سے اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ وہ اس منصوبے کو وسائل فراہم کر سکے لیکن چین اس پوزیشن میں تھا اور انہوں نے یہ دانہ چگ لیا۔ چینی وزارت خارجہ میں یورپی امور کے دفتر کے ڈپٹی ڈائریکٹر Shen Weizhong کے مطابق: "جب امریکہ نے اس کی شروعات کیں تو ہم سخت پریشان ہو گئے۔ ہم نے کئی راتیں جاگتے گزاریں۔ دو سال بعد صدر Xi نے ہماری نئی شاہراہ ریشم کا ایک اسٹریٹیجک تصور پیش کیا" (“One Road for Many itineraries” panel, at Bucharest Forum 2014, held at the Palace of Parliament on October 2 - 4)۔

پاکستان کی فوجی قیادت چین کے ساتھ ایک نئے اسٹریٹیجک تعلق کی بات کرتی ہے، تو لازم ہے کہ اِن کے اخلاص پر سوال کیا جائے۔ موجودہ سیاسی صورتحال کو امریکہ چلا رہا ہے۔ تو امریکہ سے ہٹ کر نئی اسٹریٹیجک سمت کہاں ہے؟

چینیوں نے کہا کہ نئی شاہراہ ریشم کا نام چین کا ہے اور "تاریخی تجارتی راہیں" امریکی تجویز کے لیے بہتر نام ہے۔ 2013 میں چینی رہنماؤں نے نئی شاہراہ ریشم کا خود سے خاکہ پیش کیا: ایک خطہ ایک سڑک منصوبہ (ون بیلٹ ون روڈ) دو حصوں پر مشتمل ہے، زمینی معاشی شاہراہ ریشم اور سمندری شاہراہ ریشم۔ چینی رہنما یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں حصے مل کر خطے کی جیو اسٹریٹیجک اور جیو اکنامک شکل تبدیل کر دیں گے۔

چینی وزیراعظم Li Keqiang نے 22 سے 23 مئی 2013 کے دورہ پاکستان کے دوران چین پاکستان معاشی راہداری (سی پیک) کی تجویز پیش کی جو چین کے نیم خودمختار الغور صوبے میں کاشغر شہر کو پاکستان کے جنوب مغرب میں واقع بندرگاہ گوادر سے ملا دے گا۔ یہ دورہ بھارت کے دورے کے فوراً بعد ہوا جس میں چین اور بھارت نے اس پر اتفاق کیا کہ بنگلادیش-چین-بھارت-میانمار کے امکان پر غور کیا جائے۔

لیکن یہ چیز طالبان کے ساتھ بات چیت میں چین کی شرکت کا باعث بن گئی۔ جون 2013 میں انڈریو سمال کے جانب سے شائع کیے جانے والے مضمون میں یہ کہا گیا: "۔۔۔ بیجنگ نے خاموشی سے کوئٹہ شوری، پاکستان میں موجود طالبان کی قیادت کی کونسل، کے ساتھ تعلق برقرار رکھا۔ ایک سابق چینی اہلکار نے دعوی کیا کہ پاکستان کے بعد صرف چین ہی وہ ملک ہے جس نے یہ رابطہ برقرار رکھا ہے۔ پچھلے 18 ماہ میں تواتر کے ساتھ آنا جانا رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ ملاقاتوں میں چین نے اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ اسی ذرائع نے یہ بھی کہا کہ طالبان نمائندوں نے چینی اہلکاروں کے ساتھ پاکستان اور چین میں ملاقاتیں کیں ہیں" (http://foreignpolicy.com/2013/06/21/why-is-china-talking-to-the-taliban/)۔

تو طالبان کے ساتھ تعلقات پہلے ہی شروع ہو گئے تھے اور جس کا مظاہرہ مشہور مری ملاقات میں ہوا تھا جو ملا عمر کے انتقال کی خبر کی تصدیق کے ساتھ ختم ہو گئی تھی۔ لہٰذا چین کے طالبان کے ساتھ تعلقات بھی پاکستان کی فوجی قیادت نے قائم کروائے اور ان کا یہ کرنا امریکی ضرورت کے مطابق تھا تاکہ طالبان کو مذاکرات کی میز پر لایا جا سکے۔ یہ وضاحت موجودہ جیو پولیٹیکل صورتحال کو واضح کر دیتی ہے۔ اب جب پاکستان کی فوجی قیادت چین کے ساتھ ایک نئے

اسٹریٹیجک تعلق کی بات کرتی ہے، تو لازم ہے کہ اِن کے اخلاص پر سوال کیا جائے۔ موجودہ سیاسی صورتحال کو امریکہ چلا رہا ہے۔ تو امریکہ سے ہٹ کر نئی اسٹریٹیجک سمت کہاں ہے؟

سی پیک کو پاکستان کے ایک نئے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ شروعات میں چین پاکستان کو مالیاتی حمایت فراہم کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ جب زرداری حکومت نے 2008 کے معاشی بحران کے دوران چین سے کئی ارب ڈالر کے آسان قرضوں کی فراہمی کے بات کی ، تو اسے سخت انکار کی صورت میں جواب ملا تھا۔(http://www.nytimes.com/2008/10/19/world/asia/19zardari.html)۔

ڈان اخبار کے خرم حسین نے سی پیک کے معاشی پہلوؤں پر اچھی روشنی ڈالی ہے: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان سی پیک کی تکمیل کے بعد کچھ زیادہ حاصل نہیں کرسکے گا کیونکہ مغربی چینی صوبوں کی معیشتیں چھوٹی ہیں(https://www.dawn.com/news/1299683)، اور سی پیک پر کام چینی کمپنیاں کررہی ہیں جن میں سیمنٹ کے علاوہ مقامی کردار بہت کم ہے؛ اس کے علاوہ 46 ارب ڈالر کا قرضہ بھی تقریباً کمرشل شرح سود پر ملا ہے، بین الاقوامی ایجنسیوں جیسا کہ عالمی بینک سے ملنے والے کم شرح سود 1 سے 2فیصد سے زیادہ ہے(https://www.dawn.com/news/1302328/cpec-cost-build-up)۔ اس کا مطلب ہے کہ پچھلے قرضے اتارنے کے لیے چین کی جانب سے فراہم کیے جانے والے سرمائے پر ہمارا انحصار مزید بڑھ گیا ہے(http://www.dawn.com/news/1306493/birth-of-another-dependency)، اس کے علاوہ اس منصوبے کی سیکیورٹی لاگت بھی ہے(http://www.dawn.com/news/1286698/hidden-costs-of-cpec)۔

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے جون میں کہا کہ بڑی سرمایہ کاری جیسا کہ سی پیک پر دوبارہ ادائگیوں اور منافع کو باہر بھجوانے کی وجہ سے پاکستان کے درمیانی اور طویل مدتی خطرات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ آئی ایم

> چین کو بحیرہ عرب تک رسائی فراہم کرکے پاکستان کی فوجی قیادت نے چین سے کیا فوائد سمیٹے ہیں؟ چین کی اشیاء کا کارواں کا گوادر پہنچنے کا چشن منانے میں پاکستان کو کیا اسٹریٹیجک فوائد حاصل ہوئے ہیں؟ ان تعلقات کے نتیجے میں پاکستان کے کن مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے؟

ایف نے پیش گوئی کہ ملک کی بیرونی ذرائع کو پیسے بھجوانے کی ضرورت 2019/2018 تک 15.1 ارب ڈالر تک پہنچ سکتی ہے جو اس مالیاتی سال 11.4 ارب ڈالر ہے(http://in.mobile.reuters.com/article/idINKBN13I1XE)۔

لیکن یہ باتیں اصل بحث یعنی چین کے ساتھ جڑنے کے حوالے سے فروعی ہیں۔ سی پیک کے معاہدے کا زیادہ دلچسپ حصہ یہ ہے کہ اس کا 24 فیصد انفراسٹرکچر کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ جیو پولیٹیکل نقطہ نظر سے کیا یہ وہ بات نہیں جو ہلری کلنٹن نے چنئی، بھارت میں نئی شاہراہ ریشم کے حوالے سے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا؟ بنیادی سوال یہ ہے کہ چین کو بحیرہ عرب تک رسائی فراہم کر کے پاکستان کی فوجی قیادت نے چین سے کیا فوائد سمیٹے ہیں؟ چین کی اشیاء کا کارواں کا گوادر پہنچنے کا چشن منانے میں پاکستان کو کیا اسٹریٹیجک فوائد حاصل ہوئے ہیں؟ معاشی فوائد آنے والے وقت میں ملیں گے لہٰذا ان کے ملنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ تو ان تعلقات کے نتیجے میں پاکستان کے کن مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے؟

چینی اشیاء کا کاشغر سے بحیرہ عرب تک پہنچنے میں جو یقینی فائدہ ہے وہ وقت اور لاگت کی بچت ہے، لیکن ہمارے لیے اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے پاکستان نے امریکہ کے مدار سے نکل کر ایک اسٹریٹیجک تبدیلی کی ہے؟ کیا چین کو ایک مختصر اور تیز فتار راستہ ملنا امریکہ کے لیے ایک منفی عمل ہے؟ بلکہ اس انفراسٹرکچر کے بننے کے بعد توانائی کے وسائل مغربی سرحد سے مشرقی سرحد کی جانب آسانی سے منتقل ہوسکیں گے جس کا اصل فائدہ بھارت کو حاصل ہوگا۔ تو پھر امریکہ کو اس منصوبے سے کیا تکلیف ہوگی؟ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ چینی سرمایہ کاری امریکی منصوبے کا حصہ ہے۔ تو کیا سی پیک اس سے کوئی مختلف چیز ہے؟

پاکستان کی فوجی قیادت نے پہلے ہی یہ بات اٹھائی تھی کہ سی پیک کی تکمیل اور چین کے ساتھ جڑنے کے عمل میں بھارت رکاوٹ بن سکتا ہے۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ موجودہ جیو پولیٹیکل صورتحال کا زیادہ فائدہ بھارت کو حاصل ہو گا۔ وہ سی پیک کے گلگت بلتستان سے گزرنے پر بہت مطمئن ہے۔ اگر سی پیک مکمل

ہو جاتا ہے تو پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کو گلگت بلتستان کو ایک صوبہ قرار دینا ہو گا جس کے نتیجے میں بھارتی مقبوضہ کشمیر پر پاکستان کے حق کا دعویٰ بے کار ہو جائے گا اور لائن آف کنٹرول عملاً ایک سرحد بن جائے گی۔ صرف ایک مسئلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی حقیقی فوجی تنازع پیدا ہو جائے تو پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو بین الاقوامی طور پر اجاگر کرنے کے لیے چین کو استعمال کر سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں کئی امور پر ایک ساتھ بات چیت کے دروازے کھل سکتے ہیں جس سے بھارت نفرت کرتا ہے اور اُس موقع کو چین بھارت کے خلاف استعمال کر سکتا ہے۔ اسی تناظر میں بھارت جہادی اڈوں کے خاتمے کا راگ مسلسل الاپ رہا ہے جیسے امریکہ "اور کرو"(ڈومور) کا راگ الاپتا رہتا ہے۔

لہٰذا بھارت کشمیر کے مسئلہ کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے سے خوف کھاتا ہے نہ کہ سی پیک سے۔

ہم نے اس مضمون کے شروع میں وقت کے انتخاب کی جانب توجہ مبزول کروائی تھی، تو اس وقت ہی کیوں چین کے ساتھ جڑا جارہا ہے؟ جیواسٹریٹیجک لحاظ سے، 11/9 سے قبل پاکستان افغانستان میں بالادست قوت تھا اور جہاد کشمیر کے ذریعے بھارت کی صلاحیتوں کو موثر طور پر محدود کرنے کے قابل تھا۔ امریکہ کا منصوبہ اس صورتحال کو افغانستان میں پاکستان کے اثرو رسوخ اور کشمیر کے جہاد کو ختم کرکے الٹا کر دینا تھا تا کہ بھارت معاشی، سیاسی اور سفارتی لحاظ سے چین کی جانب پوری توجہ سے متوجہ ہو سکے اور پاکستان کی فوج کو زبردستی کے پیدا کردہ اندرونی خطرات سے لڑنے پر لگا دیا جائے۔ آج جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان افواج ضرب عضب کے ذریعے افغان طالبان کو امریکی افواج پر حملے کرنے سے روک رہی ہیں۔ فوج کی گرین بک میں ترمیم کرکے اندرونی خطرے کو بھارتی خطرے کے برابر قرار دے دیا گیا ہے۔ پنجاب میں آپریشنز کر کے کشمیر کے جہاد کے تابوت میں آخری کیل ڈالی جارہی ہے۔

سی پیک ایک مقدس شے بن جائے گی جس پر ہر شے کو قربان کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے جنوبی کمانڈ کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل عامر ریاض نے کہا، "۔۔۔بھارت کو سی پیک میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے اور پاکستان مخالف اور تخریبی کارروائیاں ختم کرکے مستقبل کے ترقیاتی ثمرات میں سے حصہ وصول کرے"(https://tribune.com.pk/story/1269691/olive-branch-lt-gen-aamir-invites-india-join-cpec/)

> **امریکہ نے طالبان اور قبائلی علاقوں سے درپیش خطرات چین کو ڈرانے کے لیے استعمال کیے تا کہ وہ افغانستان میں وسیع سیاسی کردار ادا کرنے پر تیار ہو سکے۔ تو ہماری فوجی قیادت میں یہ سیاسی آگاہی نہیں ہے کہ وہ اس امریکی مقصد کو جان سکے؟**

اور اب جب پنجاب میں آپریشن بھرپور طریقے سے جاری ہے جو کہ ایک آڑ ہے جہادیوں کو گرفتار کرنے اور جہادی کارروائیاں رکنے کے لیے تا کہ ہندو قوم پرست بی جے پی اندرون ملک رائے عامہ کو جیت سکے۔ تو کیا مسلم مخالف اور امریکی حمایت یافتہ بی جے پی کو مضبوط کرنا حقیقی ہدف ہے؟

اندرونی سیاسی اور معاشی مجبوریوں نے امریکہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ خطے میں چین کو آگے لائے۔ امریکہ کی فوجی طاقت بہادر افغان طالبان مجاہدین کو جھکانے میں ناکام رہی ہے۔ کیا ہماری فوجی قیادت کو اس بات کا اندازہ ہے کہ امریکہ تنزلی کا شکار ہے اور معاملات کو کمزوری سے دیکھ رہا ہے؟ امریکہ نے طالبان اور قبائلی علاقوں سے درپیش خطرات چین کو ڈرانے کے لیے استعمال کیے تا کہ وہ افغانستان میں وسیع سیاسی کردار ادا کرنے پر تیار ہو سکے۔ تو ہماری فوجی قیادت میں یہ سیاسی آگاہی نہیں ہے کہ وہ اس امریکی مقصد کو جان سکے اور نہ ہی سیاسی چالاکی کہ چین کے ساتھ جڑ کر امریکی موجودگی کی مخالفت کی جائے؟

خطے میں امریکہ و چین کے درمیان مخاصمت موجود ہے اور وہ اپنی شدت اور وسعت میں بڑھ رہی ہے۔ امریکہ صدر کی حیثیت سے چین کے اپنے آخری دورے میں، صدر اوباما نے خود کو ایک ایسی صورتحال میں پایا جہاں اسے مجبور ہو کر طیارے کی پچھلی ہنگاہی سیڑھی اترنے کے لیے استعمال کرنی پڑی جب وہ چین کے صوبے Guangzhou میں ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے پہنچے۔ ایسا اس لیے نہیں ہوا کہ آگ لگ گئی تھی یا کوئی تکنیکی مسئلہ تھا بلکہ چینی حکام نے طیارے کے سامنے سے نکلنے کے لیے سیڑھی فراہم نہیں کی تھی۔ مشاہدہ کرنے والے سمجھتے ہیں کہ چین نے جان بوجھ کر امریکی صدر کی بے عزتی کی اور یہ واقع دونوں ممالک کے درمیان موجود اختلافات کو واضح کرتا ہے۔ ان اختلافات میں امریکہ کی جانب سے جنوبی کوریا میں میزائل شیلڈ کی تنصیب کا اعلان،

جنوب چینی بحر میں چین اور فلپائن کے درمیان تنازع پر امریکی موقف اور چین کی اسٹیل مصنوعات پر درآمدی ڈیوٹی شامل ہیں۔

مشرف میں اخلاص اور بصارت کی کمی تھی جس کے باعث اس نے کارگل آپریشن کیا جبکہ وہ جانتا تھا کہ اب امریکہ بی جے پی اور بھارت کے ساتھ ہے تاکہ کارگل میں پاکستان کی شکست کو استعمال کر کے بی جے پی انتخابات میں کامیابی حاصل کرسکے ۔ کیانی میں اخلاص اور بصارت کی کمی اس قدر تھی کہ عوامی بیانات میں امریکی ڈرون حملوں کی مذمت کرتا تھا جبکہ نجی طور پر ان حملوں میں اضافے کی حمایت کرتا تھا۔ اس نے اوباما کی قبائلی علاقوں کے حوالے سے پالیسی کو نافذ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے آئی ایس آئی چیف احمد شجاع باجوع نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے لیے کام کیا۔ جہاں تک راحیل شریف کا تعلق ہے جس کی نگاہوں کے سامنے پشاور آرمی پبلک اسکول پر وحشیانہ اور شرمناک حملہ ہوا، تو اس نے ایک کُل جماعتی کانفرنس بلائی، آئین میں تبدیلی کرائی، فوجی عدالتیں بنوائیں اور اس سانحے کو اچھے اور برے طالبان میں فرق کرنے کی پالیسی کو ختم کر کے تمام طالبان کو برا قرار دینے کے لیے استعمال کیا تاکہ افغان طالبان کو امن مذاکرات میں شمولیت پر مجبور کیا جائے اور یہ سب کچھ امریکی پالیسی کے مطابق تھا۔ اگست 2015 میں قصور میں معصوم بچوں سے زیادتی کا واقع سامنے آیا لیکن راحیل شریف نے اس کے مجرموں کو سزا دلوانے کے لیے کچھ نہیں کیا اور جس پر بعد میں پردہ ڈال دیا گیا۔ راحیل شریف نے اس واقع پر کوئی کردار اس لیے ادا نہیں کیا کیونکہ اس سانحے کو خطے میں امریکی مفادات کو آگے بڑھانے میں استعمال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پشاور آرمی پبلک اسکول اور قصور کے بچوں میں کوئی فرق نہیں لیکن ان میں سے ایک سانحہ امریکی پالیسی کو استعمال کرنے کے لیے استعمال ہوسکتا تھا اور کیا گیا۔ اور دہشت گرد حملوں کے حوالے سے اس امتیازی رویے کو دیکھا جاسکتا ہے کہ انہیں فوجی آپریشنز کرنے کے لیے جواز کے طور پر استعمال کیا گیا تاکہ امریکی اسٹریٹیجک اہداف حاصل کیے جاسکیں۔

صرف اسلام کی قیادت ہی ہمیں نہ صرف علاقائی

خطے میں امریکہ وچین کے درمیان مخاصمت موجود ہے اور وہ اپنی شدت اور وسعت میں بڑھ رہی ہے۔ امریکہ صدر کی حیثیت سے چین کے اپنے آخری دورے میں، صدر اوباما نے خود کو ایک ایسی صورتحال میں پایا جہاں اسے مجبور ہو کر طیارے کی پچھلی ہنگاہی سیڑھی اترنے کے لیے استعمال کرنی پڑی۔

طاقت بلکہ عالمی طاقت میں تبدیل کرسکتی ہے۔ امریکہ یا چین کے ساتھ جڑنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ پاکستان ایک اہم اسٹریٹیجک مقام پر واقع ہے، اس کے پاس ایک پیشہ ور فوج ہے، ایٹمی ہتھیار ہیں اور اتنے وسیع وسائل ہیں کہ وہ خود کو ایک عالمی طاقت کے طور پر پیش کرسکے جو عالمی امور کو تبدیل کرسکتی ہے اور اس طرح دنیا کی صف اول کی ریاست بن سکتی ہے۔ اسے صرف ایک مخلص اسلامی قیادت کی ضرورت ہے کیونکہ صرف اسلام کے ذریعے ہی صاحب بصیرت قیادت آگے آتی ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جو ایک جاہل، بت پرست، بچیوں کو زندہ دفنانے والے فرد کو تبدیل کر کے ایک متحرک نظریاتی فرد میں تبدیل کر دیتا ہے جو اسلام کی دعوت کے ذریعے عالمی طاقتوں کو تہہ وبالا کر دیتا ہے۔ آنے والی خلافت، جو دین حق اور خارجی اور جارح ریاستوں سے متعلق اسلام کے احکام سے مسلح ہوگی اور جس کی پشت پر اس کے اُن آباؤاجداد کا ورثہ ہو گا جن سے موجودہ عالمی طاقتیں خوف کھاتی تھی، جلد ہی امت کو اپنے گرد جمع کر کے پوری دنیا پر اسلام کی بالادستی کے لیے چل پڑے گی اور سلام کے لیے ایک کے بعد ایک کامیابی حاصل کرے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا، ﴿**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ**﴾ "اور وہی ہے جس نے اپنی رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو ناگوار گزرے"(التوبۃ:33)۔

ختم شد

بدمعاش امریکی ریاست کو جارحیت سے روکو!

شام سے افغانستان تک امریکی جارحیت بڑھتی جارہی ہے اور پاکستان کے حکمران "تحمل" کی پالیسی پر چل رہے ہیں

پریس ریلیز

نئی امریکی انتظامیہ کے پالیسی واضح طور پر مسلمانوں کو قتل اور ان کے اسلام کو قوت سے کچلنے پر مبنی ہے۔ لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے کے لیے شام میں امریکی ایجنٹ حکمران بشار نے مسلمانوں کو کیمیائی ہتھیار استعمال کر کے دم گھونٹ کر مارا اور پھر 13 اپریل 2017 کو امریکہ نے سب سے بڑے غیر ایٹمی بم افغانستان میں استعمال کیا جو کہ دنیا کی واحد مسلم ایٹمی قوت، پاکستان کے دروازے پر واقع ہے۔

امریکہ کی پالیسی دنیا بھر میں اور خصوصاً مسلم دنیا میں افراتفری اور عدم استحکام کو پھیلانے پر مبنی ہے۔ یہ حقیقت صلیبی قیادت میں کام کرنے والی "بین الاقوامی برادری" پر واضح ہے اور مسلم دنیا کے حکمران بھی آگاہ ہیں۔ لیکن اس بات کے باوجود کہ "بدمعاش ریاست" امریکہ نے موجودہ اور پچھلی دہائی میں کئی بار اپنے ڈرونز، انٹیلی جنس، فوج اور غیر سرکاری فوج کے ذریعے پاکستان کے خطے میں مسلمانوں کی سیکیورٹی، استحکام اور خون کی بے حرمتی کی ہے، پاکستان کے حکمرانوں نے ایک جارح بدمعاش قوت کے خلاف اپنی روایتی "تحمل" کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔

دنیا کی تاریخ میں ایسا کب ہوا ہے کہ "تحمل" کی پالیسی نے جارح قوت کے بڑھتے قدموں کو روک دیا ہو؟ بلکہ ایسا کرنے سے اسے مزید جارحیت کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ کیا مسلمانوں کی عظیم تاریخ میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ جہاں "تحمل" کی پالیسی کے ذریعے جارح کو، چاہے وہ صلیبی ہوں یا تاتاری، پلٹنے پر مجبور کر دیا گیا ہو؟ مسلم دنیا بلکہ پوری دنیا ایک ایسی بہادر ریاست کے انتظار میں ہے جو بلا آخر امریکہ کی بدمعاشی اور دھمکیوں کے سلسلے کو روک دے گی۔ اگر امریکہ کو یقین ہوتا کہ اس کے "تمام بموں کی ماں" کے استعمال کے نتیجے میں آنے والا رد عمل بھی "تمام رد عمل کی ماں" ہو گا، جو امریکہ کو "ماؤں کی ماں" یعنی نانی یاد کرا دے گا، تو امریکہ اپنے بڑھتے قدم روک لیتا۔ ایک مخلص قیادت کم از کم افغان ہوائی اڈے پر موجود اُن امریکی تنصیبات کو تباہ کر دیتی جو اس بم کو طیارے کے ذریعے گرانے کے لیے استعمال ہوئیں تھیں۔ کیا مسلمانوں کی افواج، جو مجموعی طور پر تیس لاکھ ہیں، صرف اس مقصد کے لیے ہیں کہ وہ حکمرانوں کے اقتدار کا تحفظ کریں، یا مسلمانوں کے خلاف امریکی صلیبی جنگ میں امریکہ کے کہنے پر حرکت میں آئیں جیسا کہ "دہشت گردی" کے خلاف سعودی قیادت میں بنایا جانے والا فوجی اتحاد ہے؟

افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران!

مشرف سے باجوہ تک، "تحمل" کی پالیسی نے کب ہماری سیکیورٹی کی صورتحال کو بہتر بنایا ہے؟ امریکہ کے سامنے مشرف کی "تحمل" کی پالیسی کے نتیجے میں امریکہ نے ہماری انٹیلی جنس، ہوائی اور زمینی راستوں کو ہمارے خطے پر قبضہ کرنے کے لیے بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ ایبٹ آباد پر امریکی حملے کے خلاف کیانی کی "تحمل" کی پالیسی نے امریکہ اور اس کے اتحادی بھارت کو ہمارے خلاف جارحیت کرنے کے لیے مزید حوصلہ فراہم کیا۔ ہماری افواج سے مزید کارروائیوں کے امریکی مطالبے کے سامنے راحیل کی "تحمل" کی پالیسی نے افغانستان میں امریکہ اور بھارت کی موجودگی کو مزید مستحکم کیا۔ اور اب ہمیں جارحیت کے اس کھلے اور تباہ کُن مظاہرے کے سامنے "تحمل" کا مظاہرہ کرنا ہے جس کے نتیجے میں ہماری عسکری صلاحیت ایک مذاق بن جائے گی۔

ٹیپو سلطان نے جب بہت بڑی برطانوی استعماری افواج کا سامنا کیا تو اس نے پوری استقامت کے ساتھ اعلان کیا کہ، "شیر کی ایک دن کی زندگی گیڈر کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے"۔ لہٰذا ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آج اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے آپ میں سے کون صلیبیوں کے خلاف بہادرانہ عمل کا مظاہرہ کرے گا؟ آپ میں سے کون ہمیں دنیا کی سب سے بڑی دہشت گرد ریاست، امریکہ کے ساتھ اتحاد کی بیڑیوں سے نجات دلائے گا؟

بقیہ صفحہ 6 پر

پانامہ مقدمے کا فیصلہ ایک دھوکہ ہے

جمہوریت کے ہاتھوں ڈسے جانے کے سلسلے کو ختم کرنے کے لیے نبوت کے طریقے پر خلافت قائم کرو!

پریس ریلیز

پانامہ مقدمے میں آج دیے جانے والے منقسم فیصلے میں حکمران شریف خاندان کی کرپشن کی تحقیقات کے لیے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (جے آئی ٹی) کے قیام کا فیصلہ کسی صورت "تاریخی فیصلہ" قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ بات ایک بار پھر واضح ہوگئی ہے کہ جمہوریت کے ذریعے تبدیلی لانے کے لیے کی جانے والی کسی بھی کوشش کا ناکام ہونا مقدر ہے۔ جب مشرف نے "صحیح جمہوریت" کے قیام کے لیے نواز شریف کو ہٹایا تھا تو اس کا یہ فیصلہ ہمارے لیے کسی "نئے موڑ" کا باعث نہیں بنا تھا۔ اسی طرح جب مشرف نے "حقیقی جمہوریت" کے لیے استعفیٰ دیا تھا تو بھی کوئی "تاریخی بھونچال" نہیں آیا تھا۔ اور جب نواز شریف انتخابات کے ذریعے اقتدار میں واپس آیا تھا تو بھی ہمیں وہ آرام نہ ملا" جس کا ایک عرصے سے انتظار تھا"۔ اسی طرح کوئی "حقیقی تبدیلی" نہیں آئے گی اگر ہم تحقیقات کے بعد نواز شریف کی برطرفی ہی کیوں نہ دیکھ لیں۔ مسلمان جمہوریت کے ہاتھوں ایک بار نہیں بلکہ بار بار ڈسے گئے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ** "ایمان والا ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا" (بخاری)۔

کرپشن جمہوریت کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی کو نظر انداز کر کے انسانوں کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق قوانین بنانے کا اختیار دیتی ہے۔ ایسا کرنے سے جمہوریت امریکی گھوڑا بن جاتی ہے اور ہمارے معاملات کو استعماری طاقتیں اپنی مرضی سے چلاتی ہیں اس بات سے قطع نظر کہ اس گھوڑے پر سواری نواز شریف، آصف علی زرداری یا عمران خان کریں۔ استعماری طاقتوں کا حکمرانوں اور قانون سازی کرنے والوں سے مضبوط تعلق ہوتا ہے اور وہ ان کے ذریعے مسلسل جمہوریت کو ایسے قوانین بنانے کے لیے استعمال کرتی ہیں جو اسلام سے براہ راست متصادم اور مسلمانوں کے لیے شدید نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ ہماری اہم معاشی پالیسیاں آئی ایم ایف بناتی ہے جس پر امریکہ کا غلبہ ہے، جس کے نتیجے میں ہمارے اہم اثاثوں کی نجکاری کی جاتی ہے، سود کی وجہ سے قرضے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور کمر توڑ ٹیکس لاگو کیے جاتے ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کا تعین امریکی دفتر خارجہ، پینٹاگون اور سینٹکوم کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ہماری افواج کو افغانستان میں امریکی موجودگی کو مستحکم کرنے کی جنگ میں ایک ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے دشمن بھارت کی کھلی جارحیت کے خلاف ہماری افواج کو "تحمل" کی پالیسی کی زنجیریں پہنا دیں جاتی ہیں۔ جمہوریت وہ کھلا دروازہ ہے جس کے ذریعے استعماری پالیسیاں ہمیں تباہ و برباد کرتی ہیں۔ جمہوریت صرف اس بات کی مستحق ہے کہ اس کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ یہ ایسی اسمبلیاں بننے کا باعث بنتی ہے جن میں بیٹھے مرد و خواتین اقتدار اعلیٰ کے مالک ہوتے ہیں اور اس بنا پر وہ اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق قوانین بناتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَٱحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَنۢ بَعْضِ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ** "آپ ان کے معاملات میں اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق ہی حکم کیجئے، ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ یہ آپ (ﷺ) کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے اِدھر اُدھر نہ کریں" (المائدہ:49)۔

اے پاکستان کے مسلمانو! آج کے سپریم کورٹ کے فیصلے نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اب اسلام کو طرز زندگی بنانے کے لیے ہم سب کو حزب التحریر کی جدوجہد کا حصہ بن جانا چاہیے۔ صرف یہی ایک واحد باخبر، بصیرت کی حامل اور مخلص قیادت ہے جو جمہوریت کے خاتمے اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی دعوت دیتی ہے۔ صرف اسی صورت میں ہی ہمیں ایسی قیادت نصیب ہوگی جو رنگ و نسل، مذہب، دولت، رتبے سے قطع نظر صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرنے والی، اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرنے والی اور لوگوں کا خیال کرنے والی ہوگی۔

بقیہ صفحہ 13 پر

سوال وجواب: بنجر خراجی زمین کا احیاء

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

یہ زمین کے متعلق سوال ہے جو درج ذیل ہے:

'اسلام کا معاشی نظام' کتاب میں زمین کے موضوع کے مطالعے اور اس سے متعلق دلائل جاننے کے بعد یہ بات مجھے واضح ہوئی کہ زمین عشری یا خراجی ہی ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ بات بھی واضح ہوئی کہ خراجی زمین کا اصل ہمیشہ ریاست کا ہوتا ہے جبکہ اس سے ہونے والے فوائد فرد کو ملتے ہیں۔ اس ضمن میں بھی اس میں کافی دلائل موجود تھے۔ سوال صفحہ نمبر 136 پر مزکور بنجر زمین کا احیاء کرنے سے متعلق ہے جس کے متن میں یہ درج ہے۔۔ "جو کوئی خراجی علاقے کی بنجر زمین پر کاشت کرتا ہے جہاں پر اس سے پہلے کوئی خراج عائد نہیں تھا اگر وہ مسلمان ہے تو وہ زمین اور اس زمین کے رقبے اور اس کے فوائد کو اپنے تسلط میں رکھ سکتا ہے اور اگر وہ غیر مسلم ہے تو صرف اس کے فوائد پر ہی اس کا تسلط ہوگا"۔ تو جو خراجی زمین کی اصل کے تسلط کے ضمن میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور اب اس پیراگراف میں بیان ہوا ہے اس سے میں کیسے مطابقت قائم کروں؟ اور خاص طور سے جب آخری پیراگراف میں کوئی دلائل موجود نہیں ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

ابو تقی ال مقداسی کی جانب سے

ختم شدہ

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

زرعی اور بنجر زمینوں کے متعلق علیحدہ احکامات ہیں جو کہ شرعی دلائل کی بنیاد پر ان کے ضوابت کو قائم کرتے ہیں۔ ہم ان کی وضاحت درج ذیل طریقے سے کریں گے:

اوّلاً: زرعی زمین کے دلائل جو یہ ہیں:

1: مسلم نے حضرت جابر سے روائت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ، وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ "ندی یا بارش سے سینچی زمین پر عشر (دسواں) عائد ہوگا اور پانی کے پہیے کے ذریعہ کرنے پر نصف عشر عائد ہوگا" (یہی حدیث کچھ اس طرح بیان بھی ہوئی ہے "ندی یا بارش سے سیراب کی گئی زمین پر عشر (دسواں) اور جانوروں کے ذریعے سیراب کی گئی پر بیسواں حصہ لاگو ہوگا)۔ یہ متن عام ہے اور یہ ساری زرعی کاشت کی عشری زمینوں پر عائد ہوتا ہے جب تک کہ اس عام کو خاص کرنے کا کوئی متن موجود نہ ہو۔

> اگر وہ خراجی زمین کا احیاء یا کاشت کرتا ہے تو وہ اس کی ہے اور زمین خراجی رہے گی یعنی زمین کے فوائد کا تو وہ مالک ہے لیکن اس کے رقبے کا نہیں۔ اس پر خراج عائد ہو گا اور اگر اس کی کاشت مسلمان نے کی ہے تو اس کی پیداوار پر زکوۃ لگے۔ لیکن اگر اس کی کاشت اہل ذمہ (کافر) نے کی ہے تو اس پر خراج ہی لگے گا۔

2: فتوحات کے بعد مفتوحہ زمینوں کے متعلق مسئلہ پیش آیا جو کہ اس عام متن سے باہر تھا اور ان کے لئے خراج عائد کیا گیا۔ ابو عبید فرماتے ہیں کہ، حدثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ قَبِلَ إِسْلَامَهُ، وَأَحْرَزَ إِسْلَامُهُ نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا الْأَرْضَ، فَإِنَّهَا فَيْءٌ لِلْمُسْلِمِينَ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يُسْلِمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ فِي مَنَعَةٍ "یزید بن ہارون نے ابو ذب اور انہوں نے اظّہری سے بتایا کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے بحرین کے مجوس سے جزیہ وصول کیا۔ اظّہری نے کہا' جس نے بھی ان میں سے اسلام قبول کیا ان کا اسلام قبول کر لیا گیا اور اسلام کی قبولیت نے ان کی جان اور مال کے تحفظ کو قائم کر دیا سوائے ان کی زمین کے۔ اس لئے کہ یہ زمین مسلمانوں کے لئے فئے ہے کیوں کہ انہوں نے شروعات میں اسلام قبول نہیں کیا جب وہ امن میں تھے"۔ سواد (عراق) کی انہیں زمینوں کے متعلق حضرت عمر نے یہی فیصلہ کیا جب انہوں نے کہا "لوگوں کی زمینوں کو ان کو لوٹا کر اس پر خراج لگانا ہی مجھے زیادہ درست معلوم ہوا۔۔"

عام کے حکم کا اطلاق اس کی عمومیت پر ہوتا ہے۔ "دارالاسلام کی ہر زرعی عشری زمین پر زکوۃ عائد ہے۔" احکام شرعیہ کے مطابق یہ اس عام متن کے باہر نہیں ہوگا جب تک کہ 'خراجی زمین' کے متعلق کوئی دوسرا شرعی متن اس کو خاص نہ کرے۔

یعنی دارالاسلام کی ہر زرعی زمین عشری ہے جب تک کہ کوئی خاص دلیل اس خاص زمین کے بارے میں اشارہ نہ کرے۔ یہ ہماری کتب میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

دوئم: بنجر زمین سے متعلق مندرجہ ذیل دلائل شامل ہیں۔

1: البخاری حضرت عائشہ سے روائت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ "جو کوئی ایسی زمین کی کاشت کرتا ہے جو کسی کی نہیں ہے تو اس پر اس کا حق ہے"۔

ترمزی میں ایک حدیث درج ہے جو حضرت سعید بن زید سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ"جو کوئی بنجر زمین کا احیاء کرتا ہے تو وہ اس کی ہے"۔ یہ حدیث ابو داوٗد میں بھی درج ہے۔

جو کوئی زمین کا احیاء کرے وہ اس کی ہے اور یہ متن عام ہیں۔ اگر وہ عشری زمین کا احیاء کرتا ہے تو وہ اس کا مالک ہے اور اگر وہ مسلمان ہے تو وہ عشری ہی رہے گی جس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور اگر اہل ذمّہ نے اس کا احیاء کیا ہے تو اس پر خراج عائد ہوگا یہ اس لئے کیونکہ کافر پر زکوۃ عائد نہیں ہوتی مگر زرعی زمین ہونے کے ناطے وہ غیر محصول نہیں رہ سکتی۔ زکوۃ یا خراج اس پر ضرور عائد ہوگا۔

اگر خراجی زمین کا احیاء ہوا ہے تو زمین خراجی ہوگی، چاہے اس کا احیاء کرنے والا مسلمان ہو یا اہل ذمہ کا کافر۔۔۔یہی 'الخراج' کے مصنّف ابو یوسف کا قول ہے جب انہوں نے کہا "الحسن ابن عمارہ نے اظہری سے اور انہوں نے سعید بن مصیب سے روائت کی کہ حضرت عمر نے فرمایا "جو کوئی بنجر زمین کا احیاء کرتا ہے وہ اس کی ہے، اور جو کوئی اس پر باڑ لگالیتا ہے اس کا اس پر تین سال کے بعد کوئی حق نہیں"۔ ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ اُس بنجر زمین سے متعلق ہے جس پر کسی کا مالکانہ حق نہ ہو۔ تو جو کوئی اس کا احیاء کرے وہ اس کی ہو جاتی ہے اور وہ اس پر کاشت کر سکتا ہے، کرائے پر دے سکتا ہے، اس سے نہر کھود سکتا ہے اور اپنے مصالح کے مطابق اس پر کچھ بھی تعمیر کر سکتا ہے۔ اگر وہ عشری زمین تھی تو وہ اس پر عشر (زکوۃ) دے گا اور اگر وہ خراجی زمین تھی تو وہ اس پر خراج دے گا۔

نتیجتاً اگر ایک مسلمان عشری علاقے میں ایک زمین کا احیاء کرتا ہے تو وہ عشری ہوگی اور وہ اس کے رقبے اور اس کے فوائد کا مالک ہوگا؛ اور وہ اس کی پیداوار کا دسواں یا اس کا نصف اس کی زکوۃ دے گا۔ اور اگر اہل ذّمہ کے کسی فرد نے اس کا احیاء کیا ہے تو اسی طرح وہ بھی اس کے رقبے اور اس کے فائدے کا مالک ہے اور وہ اس پر خراج دے گا کیوں کہ اس پر زکوۃ عائد نہیں ہوتی۔ یہ اسلام کا معاشی نظام کتاب کی اس ضمن میں تشریح ہے۔ "جو کوئی عشری بنجر زمین کا احیاء کرتا ہے تو وہ اس کے رقبے اور اس کے فوائد کا مالک ہے چاہیں وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان۔ اس زمین پر مسلم زمین دار پر اس کی کھیتی اور پھلوں پر زکوۃ عائد ہوگی اگر وہ نصاب تک پہنچتی ہے۔ جبکہ غیر مسلم خراج دے گا نہ کہ عشر کیونکہ وہ اہل زکوۃ میں سے نہیں ہے اور زمین کو بغیر عشر یا خراج لیے نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اور اگر وہ خراجی زمین کا احیاء یا کاشت کرتا ہے تو وہ اس کی ہے اور زمین خراجی رہے گی یعنی زمین کے فوائد کا تو وہ مالک ہے لیکن اس کے رقبے کا نہیں۔ اس پر خراج عائد ہوگا اور اگر اس کی کاشت مسلمان نے کی ہے تو اس کی پیداوار پر زکوۃ لگے۔ لیکن اگر اس کی کاشت اہل ذّمہ (کافر) نے کی ہے تو اس پر خراج ہی لگے گا-یہ اسلام کا معاشی نظام کتاب کی اس سے متعلق تشریح ہے:"جو کوئی خراجی علاقے کی بنجر زمین کی کاشت کرتا ہے جہاں پر اس کے بنجر ہونے سے پہلے اس پر خراج لگ چکا ہے تو وہ صرف اس کے فائدے کا مالک ہے رقبے کا نہیں چاہے زمیں دار مسلمان ہو یا غیر مسلمان۔ ایسے زمیں دار پر خراج دینا واجب ہے کیونکہ وہ مفتوحہ زمین ہے۔ اس لئے اس پر ہمیشہ خراج رہے گا چاہے وہ مسلمان کی ملکیت میں ہو یا غیر مسلم کی۔

2: عشری اور خراجی زمین کا احیاء کر کے اس پر ملکیت قائم کرنا اس عمومی متن سے باہر نہیں ہے۔ اس طرح عشری کا حکم عشری کے ضمن میں ہے اور خراجی کا خراجی کے تعلق سے ہے جب تک کہ کوئی مخصوص حکم مخصوص معاملے میں اس کے خلاف نہ ہو۔ خراجی علاقے کی بنجر زمین کی کاشت کا تجزیہ کرنے پر یہ معاملہ منکشف ہوتا ہے جو کہ یہاں کے ایک معاملے کے متعلق متن میں مزکور ہے کہ زمین ایک مسلمان کے احیاء (کاشت) کرنے پر عشری بن جاتی ہے۔ یہ اس حالت میں ہے جب بنجر زمین خراجی علاقے میں ہو اور اس پر پہلے کوئی خراج عائد نہ کیا گیا ہو۔ جو متن اس معاملے میں نشاندہی کرتے ہیں وہ ذیل ہیں۔

ا: جب مسلمانوں نے عراق کی زمین فتح کی تو عمر نے زرعی زمین پر خراج لگایا۔ عراق میں بنجر زمین بھی تھی مگر عمر نے اس پر خراج نہیں لگایا جس میں وہ زمین بھی شامل تھی جس پر بصرہ اور اس کے گردہ نواح کو قائم کیا گیا۔ جب مسلمانوں نے اس زمین کا احیاء کیا تو اجماع صحابہ سے وہ زمین عشری بن گئی۔ اس طرح سے وہ بنجر خراجی زمین جس پر پہلے سے خراج نہیں لگا اس عمومی حکم سے استثنا ہے اور اس کا ایک مسلمان کے ذریعہ

کاشت یا احیاء اس کو عشری بناتا ہے جبکہ وہ طاقت سے فتح کیے ہوئے خراجی علاقے میں ہو۔ یہ ایک سے زیادہ نصوص میں مذکور ہے جس کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

-العنایہ فی شرح الھدایہ میں بنجر زمین کی احیاء(کاشت) کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ کی ایک حدیث کے ضمن میں یوں درج ہے: "جو کوئی بنجر زمین کا احیاء کرے تو ابو یوسف کے مطابق اس کو اس کے دائرہ عمل کی مناسبت سے دیکھا جائے گا۔ اگر اس کا دائرہ عمل خراجی تھا تو وہ خراجی ہو گی اور اگر اس کا دائرہ عمل عشری تھا تو وہ عشری ہو گی۔ بصرہ کے متعلق خراجی کا قیاس ابو یوسف - شاگرد امام ابو حنیفہ - کا تھا کیوں کہ اس کا دائرہ عمل خراجی سے نزدیک تھا جس پر عمر نے خراج عائد کیا حالانکہ وہ زمین قیاس کے خلاف مسلمانوں کے کاشت (احیاء) کرنے کے بعد عشری بن گئی۔ اس کی بنیاد اجماع صحابہ ہے۔ العنایہ فی شرح الھدایہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ "بصرہ کی زمین کے متعلق یہ قیاس تھا کہ وہ خراجی ہونی چاہیے کیونکہ اس کا دائرہ عمل خراجی کے نزدیک ہے، جبکہ صحابہ نے اس پر عشر عائد کیا اس لئے ان کے اجماع پر قیاس کو چھوڑ دیا گیا۔

-اسی کے مثل دار المختار و حاشیہ میں ابن عابدین کا قول ملتا ہے "ابو یوسف کے مطابق بصرہ کی زمین قیاس کی بنا پر خراجی ہے کیونکہ اس کا دائرہ عمل خراج کے نزدیک ہے مگر قیاس کو اجماع صحابہ کی بنیاد پر رد کر دیا گیا"۔

ان سب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بصرہ کی بنجر زمین پر شروع میں خراج عائد نہیں تھا مگر مسلمانوں کے ذریعے اس کی کاشت اور احیاء کرنے سے وہ عشری بن گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بنجر زمین جس پر خراجی علاقے میں ہونے پر خراج عائد نہ ہو وہ مسلمانوں کے کاشت و احیاء کرنے سے عشری بن جاتی ہے۔ اگر اس کو کوئی غیر مسلم کاشت کرے تو متن حدیث کی عمومیت کی بنا پر وہ خراجی ہی رہے گی۔ '

اسلام کا معاشی نظام' کتاب کے مطابق تشریح یہ ہے: "جو کوئی خراجی علاقے کی بنجر زمین پر کاشت کرتا ہے جہاں پر اس سے پہلے کوئی خراج عائد نہیں تھا اگر وہ مسلمان ہے تو وہ زمین اور اس زمین کے رقبے اور اس کے فوائد کو اپنے تسلط میں رکھتا ہے اور اگر وہ غیر مسلم ہے تو صرف اس کے فوائد پر ہی اس کا تسلط ہو گا۔ مسلمان زمین دار کو اس پر عشر دینا ہو گا اور اس پر کوئی خراج نہیں ہو گا جبکہ غیر مسلم مالک کو خراج دینا ہو گا جیسے کہ فتح کے وقت وہاں کے کفّار پر خراج عائد تھا۔

اس طرح سے آپ کو آپ کے سوال کا جواب ہی نہ ملا بلکہ بنجر زمین کی کاشت سے متعلق ساری فروعات کی وضاحت بھی ہو گئی۔ اللہ آپ کا محافظ رہے۔

آپ کا بھائی

عطا بن خلیل ابو الرشتہ

2 محرم 1438 ہجری

3 اکتوبر 2016

ختم شد

بقیہ صفحہ 34 سے

یہ لازمی ہے کہ آپ کو یہ حکم دیا جائے کہ سانپ کا سر کاٹ دو جو کہ ہمارے ملک اور اس خطے سے امریکہ کی موجودگی کا خاتمہ ہے۔ اور یہ عملاً اس وقت ہو گا جب آپ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرة فراہم کریں گے جو آپ کی موجودہ خوف کی صورتحال کو امن و خوشحالی سے تبدیل کر دے گی۔

(وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لاَ يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الْفَاسِقُونَ)

"تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو بنایا تھا جو ان سے پہلے گزرے تھے۔ اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں"(النور:55)

حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس

30 رجب 1438 ہجری / 27 اپریل 2017

سوال وجواب: بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے سے متعلق حکم شرعی

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میونسپلٹی (بلدیہ کونسل) کے انتخابات میں حصہ لینے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

انس زین کی جانب سے

ختم شد

جواب:

میونسپلٹی (کونسل) یا بلدیہ بنیادی طور پر عوام کو خدمات اور انتظامی امور میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اس تناظر میں بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینا جائز ہے، لیکن آج کل میونسپلٹی کو دیگر سرگرمیوں کی ذمہ داری بھی دی جاتی ہے اور خاص طور پر ہمارے ممالک میں ایسا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حکومت کا آلہ کار بن جاتی ہے جو حکومت کی پالیسی اپناتی ہے اور حکومت کی حمایت کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرتی ہے، اس کے ساتھ ہی وہ اُن امور کے لئے لائسنس بھی دیتی ہے جو شریعت میں حرام ہیں۔ میونسپلٹی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف انتظامی خدمات ہی انجام نہیں دیتی بلکہ یہ ایک ایگزیکٹو (executive) شعبہ ہے جو حکومت کی پالیسی کی ہی پیروی کرتی ہے۔ اتھارٹی کی طرف سے قائم کردہ کسی بھی سیاسی سرگرمی میں حصہ لینا اس پر واجب ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ بلدیہ اپنے مال کا غیر شرعی طور پر تصرف کرتی ہے۔ لہٰذا اس پر شرعی حکم کی بنیاد اس بات پر نہیں ہوگی کہ بلدیہ سیاسی اقتدار سے الگ ایک خدمت کار اور انتظامی ادارہ ہے، جبکہ حکومت کا اس سے تعلق صرف برائے نام نہیں ہے بلکہ حکومتی پالیسی پر عمل در آمد میں اس کا اہم کردار ہے حتٰی کہ یہ بلدیہ کونسل میں متفقہ طور پر لئے گئے فیصلوں کو بھی منسوخ کر سکتی ہے۔

تو اس تناظر میں بلدیہ کے انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن اگر حقیقی طور پر یہ عوامی خدمات اور انتظامی امور کا ادارہ ہو اور اس کی کارکردگی شرعی حدود کے اندر ہو، تو پھر اس کے انتخابات میں شرکت جائز ہو جائے گی ---۔ دوسرے الفاظ میں، ہم ان انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے اگر بلدیہ میں مذکورہ بالہ صفت پائی جائیں۔ ہاں اگر وہ سیاسی طاقت کی مداخلت کے بغیر انتظامی اداروں کے طور پر کام کرتی ہو تو ہم ان کے انتخاب میں شامل ہو سکتے ہیں۔

آپ کا بھائی

عطاء ابن خلیل ابو الرشتہ

12 محرم الحرام، 1438 ہجری

ختم شد

بقیہ صفحہ 33 سے

6۔ بھارت، اشتعال انگیزی کی یہ پالیسی امریکی حمایت کے بغیر نہیں اختیار کر سکتا ہے جو 2005 میں قرار پائے 123 معاہدے کے تحت، سویلین ایٹمی ری ایکٹر کی غرض سے ایٹمی ایندھن کی بلاروک ٹوک فراہمی کے ذریعے تعاون ہے جس کے ذریعے بھارتی ایٹمی پروگرام میں ایٹمی ایندھن استعمال کیا جارہا ہے اور ٹرمپ انتظامیہ نے واضح اشارہ دیا ہے کہ وہ بھارت کے ساتھ پچھلی امریکی انتظامیہ کے منصوبوں کے مطابق ہی آگے بڑھے گا۔ مزید 8 فروری 2017 کو امریکی سیکریٹری دفاع جنرل جیمس میٹس James Mattis نے بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر کے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو کے دوران بھارت کی پچھلے سال کی دفاعی پیش رفت کے متعلق تعریف کی اور دفاع کے میدان میں دونوں ملک کے درمیان جاری تعاون واشتراک پر زور دیا اور کہا کہ نئی انتظامیہ پوری طرح متوجہ ہے تاکہ اس پر مزید تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے۔

https://www.wsws.org/en/articles/2017/02/15/inus-f15.html

امید ہے کہ امریکہ برصغیر میں جاری اس ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کو استعمال کرے گا تاکہ چین کو بھی اس دوڑ میں الجھائے اور چین کی توجہ کو معاشی سرگرمیوں سے ہٹاکر فوجی سرگرمیوں کی طرف لے جائے تاکہ چین کو منہدم کیا جاسکے جس طرح امریکہ نے سوویت یونین کو تباہ کیا تھا۔ اس وقت تک چین ایٹمی دفاع یا Nuclear Deterrence پر کم سے کم توجہ کے ساتھ کام کر رہا ہے اور ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل ہونے سے انکار کر رہا ہے۔

12 جمادی الثانی 1438 ہجری

11 مارچ 2017

سوال وجواب: مشرقی ترکستان اور برصغیر پاک وہند میں میزائل پروگرام پر ہونے والی پیش رفت

سوال:

الجزیرہ کی 2 مارچ کی خبر کے مطابق مغربی چین میں مشرقی ترکستان سنکیانگ صوبے میں چینی افواج اکٹھا ہو رہی ہیں اور رپورٹ کے مطابق: "دو دن قبل چینی حکام نے چین کے شمال مغربی علاقے میں واقع سنکیانگ صوبے کے ارمکی شہر میں تقریباً دس ہزار فوجیوں کو تعینات کیا ہے جہاں پر یوغر نسل کے مسلمان اکثریت میں بستے ہیں۔ یہ علاقہ مسلسل بڑھتے ہوئے تنازعے کا شکار ہے۔ سیکیورٹی فورسز نے زبردست فوجی طاقت کا مظاہرہ کیا اور درجنوں ٹینک اور اسلحہ سے لیس بکتر بند کاروں اور اوپر سے نگرانی کرتے ہوئے فوجی ہیلی کاپٹر کی پریڈ کی گئی۔ یہ اس خطے میں اپنی نوعیت کا نہایت بڑا طاقت کا مظاہرہ تھا جو اس سے قبل بھی اسی سال دیگر علاقوں جیسے حوتن، کاشغر اور آکسو وغیرہ میں دیکھے گئے ہیں"۔ تو کیا چین اس خطے میں مسلمانوں کے نئے سرے سے قتل عام کی تیاری کر رہا ہے؟ شکریہ

جواب:

یوغر مسلمانوں کے متعلق خطے میں چینی مقاصد کی تفصیلات کو واضح طور پر جاننے کے لئے ضروری ہو گا کہ ہم اس معاملے میں مسلم یوغری باشندوں اور چین کے درمیان جاری تنازعے کے پس منظر کو بھی مختصر طور پر جان لیں:

1-اس خطے میں مسلمانوں اور چین کے درمیان تصادم نیا نہیں ہے بالخصوص 1863 کے بعد، مشرقی ترکستان جو مسلمان ممالک سے بعید مشرق میں واقع ہے۔ اس خطے پر کئی بار چینیوں کی جانب سے قتل عام کے واقعات گزر چکے ہیں۔ 1949 عیسوی میں ہوئی جھڑپوں کے دوران دس لاکھ سے زائد مسلم افراد جاں بحق ہوئے تھے جب کمیونسٹ چین کے سربراہ ماؤزے تنگ کے دور میں مشرقی ترکستان پر قبضہ کر کے اس خطے کی خود مختاری چھین لی گئی اور اس کا الحاق کر کے زبردستی جمہوریہ چین میں داخل کر لیا گیا اور خطے کو مسلم آبادی سے خالی کرایا گیا اور انہیں چین کے مختلف اندرونی خطوں میں دھکیل دیا گیا۔

> **یہ خطہ قدرتی وسائل سے مالامال ہے۔ چین نے اس علاقے کے یوغر مسلمان باشندوں کو خطے سے صاف کرنا شروع کیا اور چین کے ہان نسل کے باشندوں کو لا کر یہاں بسایا گیا اور آج حالت یہ ہے کہ اس خطے میں یوغر باشندوں کی تعداد 10 ملین ہے جو ان کی کل آبادی کا صرف 40 فی صد ہے۔**

اس کے باوجود یوغر مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہوئے اور انہوں نے چین کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا جیسا کہ اس سے پہلے بھی ان کی مزاحمت 1933 اور 1944 کے دوران انقلابات کی شکل میں ابھر کے سامنے آئی تھی اور چینی قبضے کے خلاف بغاوتوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے جیسا کہ 2009 سے یہ دوبارہ شروع ہے۔

2- چین کے حکام کی یوغر مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت کی وجہ ان کا مذہب اسلام سے تعلق ہی ہے۔ چین اپنا سب سے زیادہ قہر مسجدوں پر برساتا ہے۔ چین نے تقریباً 25 ہزار مسجدیں مسمار کر ڈالی ہیں اور اس بڑے خطے میں صرف 500 مساجد ہی باقی بچی تھیں۔ آج چین نے اپنی معیشت میں کیمونزم کو نصف سے زائد حد تک ختم کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ابھی تک مذہب کے نشان و رجحان کو اپنا شکار بناتا ہے بالخصوص نوجوان نسل میں، اور اس خطے میں چین کی یہی اصل پالیسی رہی ہے۔

3۔ چونکہ یہ خطہ قدرتی وسائل سے مالامال ہے خاص طور پر اس علاقے میں تیل کی دریافت ہوئی ہے جس کو چین سنکیانگ یعنی نو آبادیات کہتا ہے اور چین نے اس علاقے کے یوغر باشندوں کو خطے سے صاف کرنا شروع کیا اور ان کو چین کے اندرونی دیہاتی علاقوں کی طرف دھکیلا گیا اور چین کے ہان نسل کے باشندوں کو لا کر یہاں بسایا گیا اور آج حالت یہ ہے کہ اس خطے میں یوغر باشندوں کی تعداد 10 ملین ہے جو ان کی کل آبادی کا صرف 40 فی صد ہے اور خطے کے جنوب میں اندرونی

دیہی علاقوں میں مسلمانوں کا ارتکاز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ خطہ بہت غریب ہے بالخصوص اس کے جنوبی علاقے اور دیہی علاقے جہاں ہان نسل کے چینی باشندوں کی تعداد کم یا بالکل بھی نہیں ہے۔

4۔ان سب کے باوجود مشرقی ترکستان میں مسلمانوں کی جانفشانی جاری ہی رہی جس کی وجہ سے ان کی زندگیوں میں اسلام کے شعائر و مظاہر دوبارہ ظاہر ہونا شروع ہوگئے خاص طور پر دیہی علاقوں میں اور خطے میں ہمیشہ بدامنی چھائی رہنے لگی اور چین سے الگ ہونے کی مستقل مطالبے کو لے کر ریاست کے خلاف تشدد کی واقعات اور بمباری کی وجہ سے خطہ عدم استحکام کا شکار رہا ہے چنانچہ چین کا یہ خطہ ریاست میں اندرونی طور پر سب سے کمزور رہا ہے۔ اس خطے میں چین یوغر مسلمانوں کی زندگیوں اور ان کی تہذیب پر مسلسل تفصیلی نگرانی رکھتا ہے اور چین نے ان کے خلاف رات کے اندھیروں میں ہونے والی قتل اور گرفتاریوں کی جابرانہ کارروائیوں پر نگرانی کرنے سے میڈیا پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور چین وہاں سے فرار ہونے والے اور مظالم کے خلاف آواز اٹھانے والے یوغر مسلمانوں کا سراغ رکھتا ہے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر وہ عالمی سیکورٹی چینل کے ذریعے کئی افراد کو گرفتار بھی کر چکا ہے بالخصوص وسط ایشیاء کے ممالک اور پاکستان کے ذریعے۔

5۔اور اسلام چونکہ یوغر مسلمانوں کے دلوں میں بسا ہوا ہے تو اس بات نے چین کے ظالموں کے دلوں میں خوف پیدا کر رکھا ہے۔ چین نے اپنا یہ خوف ظاہر کیا جب چین کے محکمہ مذہبی امور کے سربراہ اور اعلیٰ ترین افسر وانگ زوان Wang Xuan نے قومی کانفرنس برائے چینی اسلامی لیگ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انتہاء پسندی کی یہ آئیڈیالوجی اندرونی علاقوں میں داخل ہو رہی ہے اور چینی صدر زائی جن پنگ President Xi Jinping نے چینی مسلمانوں کو غیر قانونی قرار دی گئی مذہبی دراندازی (مذہب کے بڑھتے اثرات) کے خلاف مزاحمت کرنے کی اپیل کی (Al Misry Al Youm, 29/11/2016 چین کے سرکاری

> **یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے کہ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے چین ظالمانہ کارروائیاں یوغر مسلمانوں پر انجام دے اور وہ تمام ظلم کے خاتمے کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالیں اور ایسا اس لئے ہوا کیونکہ کروڑوں مسلمانوں کو ایک کرنے والی ریاست خلافت موجود نہیں ہے۔**

اخبار چائنا ڈیلی کے حوالے سے)۔

اور چین کے خوف کی تصدیق روسی نیوز چینل رشیا ٹوڈے کی 1/3/2017 کی اس رپورٹ سے ہو جاتی ہے: "چین نے متعدد دفعہ خبردار کیا ہے کہ سنکیانگ اور دیگر علاقوں میں دہشت گردی کی کارروائیوں کے پیچھے باہر کی طاقتیں ملوث ہیں جس کی وجہ سے چینی حکام کو ان کے خلاف سخت چھاپے مارنے کی مہم چلانی پڑ رہی ہے"۔

6۔مسلمانوں میں مساجد کی تعمیر حوالے سے جوجوش وخروش موجود ہے اس کی وجہ سے خطے میں دوبارہ ہزاروں مسجدیں قائم ہونے لگیں ہیں اور اسلامی افکار پنپ رہے ہیں۔ چین نے خطے میں اس تہذیبی انقلاب کو روکنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور اس کے لئے اسلامی شعائر پر پابندی لگاتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردانہ نئی مہم کی تیاری اور ارادہ رکھتا ہے اور یہ مہم اب تک اس طرح ظاہر ہوئی ہے۔

ا- **پاسپورٹ کی ضبطی:** بی بی سی کی 24/11/2016 کی رپورٹ کے تحت چینی حکام نے سنکیانگ خطے کے شہریوں سے کہا ہے کہ وہ اپنے پاسپورٹ پولیس کے پاس جمع کرائیں۔ بی بی سی کے چین میں مقیم رپورٹر Stefan McDonnell نے بتایا کہ پاسپورٹ جمع کروانے کا اعلان سرکاری طور پر پولیس کے ذریع انٹرنیٹ پر کیا گیا اور یہ کہ سنکیانگ کے تمام شہری اب اپنا پاسپورٹ پولیس کو سونپ دیں اور پولیس ان کے پاسپورٹ اپنے قبضے میں رکھے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ اب خطے کے تمام شہریوں کو باہر سفر کرنے کے لئے حکام کو ایک درخواست دینی ہوگی۔

ب- **مسلمانوں کو ان کی عبادت میں ہراساں کرنا:** فرانس 24 ایجنسی کی 6/6/2016 کی رپورٹ کے مطابق: چینی حکام نے پیر کو ایک حکم جاری کیا تاکہ سنکیانگ کے مسلم خطے میں پبلک سیکٹر کے ملازمین اور طلباء کو رمضان کے دوران روزے رکھنے سے روکا جائے اور ساتھ ہی ہوٹلوں کو کھلا رکھنے کا حکم دیا گیا۔ 2015 سے چینی حکومت نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے۔ 24 نیوز ایجنسی نے 18/6/2015 کو رپورٹ کیا کہ چینی حکام نے سنکیانگ خطے میں شہریوں ،

ملازمین، طلباء اور اساتذہ کو رمضان کے روزے رکھنے سے منع کیا ہے اور یہ کہ رمضان کے دوران ہوٹلوں کو کھلا رکھا جائے اور Paul صوبے میں سرکاری حکام کو حکم نامہ بھیجا گیا کہ رمضان کے دوران وہ روزے اور دیگر مذہبی رسومات میں حصہ نہ لیں (ایک مقامی گورنمنٹ ویب سائیٹ پر جاری کردہ رپورٹ کے حوالے سے)۔

ج- اسلامی شعائر رکھنے والوں کا تعاقب اور گرفتاریاں: اس سرخی "چین مسلمانوں کے پیچھے" کے ساتھ۔۔ داڑھی اور حجاب پہننے والوں سے متعلق خبر دینے والوں کو انعام کی منظوری سے متعلق الدیار نیوز پیپر کی چین کے مقامی اخبار کے حوالے سے 23/02/2017 کی رپورٹ بتاتی ہے: چین نے ان لوگوں کے لئے ایک ہزار یوان YUAN (275 euros) کا انعام رکھا ہے جو چین کے شمال مغربی علاقے میں واقع سنکیانگ خطے میں داڑھی رکھنے والے جوان مرد اور حجاب پہننے والی عورت کے متعلق خبر دیں اور چین کے ہان اور یوغر مسلمانوں کے درمیان تنازع کی صورتحال بنی ہوئی ہے اور مقامی روزنامے حوتن "Hotan" کے مطابق حوتن شہر جس میں حال ہی میں سیاسی بدامنی واقع ہوئی تھی اس کے حکام نے 100 ملین یوان (13.7 million euros) کا فنڈ مختص کیا ہے جو دہشت گردی کے خلاف لڑائی لڑنے کا انعام ہو گا اور کسی حملے کا سراغ لگانے واے کو یہ انعام 5 ملین یوان تک دیا جائے گا یا وہ جو فسادیوں کو زخمی کریں یا قتل کریں یا قابو میں کریں۔

7- اوپر بیان کی گئی ان تمام باتوں سے بہت ممکن لگتا ہے کہ چین مشرقی ترکستان کے یوغر مسلمانوں کے خلاف جارحیتی مہم کی تیاری کر رہا ہو اور کسی بھی وقت اس پر عمل درآمد کیا جائے اور چین یہ بہانہ بنا کر کہ خطے میں ریاست کے خلاف تشدد کے واقعات ہو رہے ہیں ایک بڑی مہم چھیڑ دے۔ خطے میں ہزاروں فوجیوں اور اسلحہ بند گاڑیوں اور کاروں اور ہیلی کاپٹر وغیرہ کو متحرک کرنے کے بعد سنکیانگ کی کمیونسٹ پارٹی کے سیکریٹری Chen Chuan Jo نے کہا کہ فوج کی تعیناتی خطے میں امن اور استحکام کی خاطر کی گئی ہے بالخصوص کئی وارداتوں کے بعد جو اس سال مختلف علاقوں میں ہوئی ہیں۔ (Al Jazeera Net, 2/3/2017)

8- یہ بات ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ ہے کہ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے چینی ظالمانہ کارروائیاں یوغر مسلمانوں پر انجام دی جائیں اور وہ تمام ظلم کے خاتمے کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالیں اور ایسا اس لئے ہوا کیونکہ ان کو ایک کرنے والی ایسی ریاست کے بغیر کروڑوں مسلمان بکھرے پڑے ہیں جو امت کی ریاست ہوتی ہے اسلام کی ریاست ہوتی ہے۔ ایسی خلافت راشدہ نہیں ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان پر، جو لائق ہو، جدوجہد کے ذریعے اسے دوبارہ واپس قائم کرنا فرض ہے اور خلیفہ کا انتخاب اور مقرر کرنا فرض ہے جو ذمہ داری کے ساتھ مسلمانوں کے امور کا انتظام کرے اور ان کی حفاظت کرے اور اس کی پشت پر امت لڑے جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ «وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ» "بے شک امام ڈھال ہے جس کے پیچھے لڑا جاتا ہے اور تحفظ حاصل ہوتا ہے"۔ اس کے بعد چین یا چین کے علاوہ کوئی یہ ہمت نہیں کر سکے گا کہ مسلمانوں کو تکلیف بھی دے کیونکہ وہ جان لے گا کہ ان کے خلاف جارحیت کی گئی تو اس سے دوگنا زیادہ طاقت سے ان کی جارحیت کا جواب دیا جائے گا اور اللہ تمام طاقت کا مالک اور قادر ہے۔

دوسرا سوال: حالیہ دنوں میں برصغیر پاک و ہند میں میزائل تجربوں کی کافی سرگرمیاں ہوئیں۔ اس سال یکم مارچ 2017 کو بھارت نے فضاء میں میزائل کو مار گرانے کے system of interceptor missiles میزائل پروگرام کا تجربہ بحر بنگال میں اڑیسہ کے ساحل سے دور عبد الکریم جزیرے پر کیا۔ پاکستان نے 2200 کلومیٹر تک مار کرنے والے ابابیل میزائل نظام کا تجربہ کیا جو multiple warheads کئی ہتھیار ایک ہی دفعہ میں اس پر رکھ کر لانچ کر سکتا ہے۔ کیا یہ میزائل تجربات بھارت و پاکستان کے درمیان نئی ہتھیاروں کی دوڑ ہے؟ ان تجربات کے کیا علاقائی اثرات ہوں گے؟ جزاک اللہ خیر

جواب: بھارت اور پاکستان کے میزائل تجربات، ایٹمی جنگ میں بقاء و غلبہ حاصل کرنے کی خاطر Second Strike Capability یا دوسرا حملہ کرنے کی قابلیت حاصل کرنے کی کوشش ہے اور اس کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے خطے میں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کو مختصراً جان لینا چاہیے۔

1- ریاستیں ایٹمی ہتھیار دو وجوہات کی بناء پر حاصل کرنے کی کوششوں میں ہیں: پہلی وجہ، یہ روایتی فوجی قابلیت اور برتری کو دوگنا کرنے کی خاطر ہے۔ مثال کے طور پر شمالی کوریا اس رجحان کی تصدیق کرتا ہے اور وہ ایٹمی ہتھیاروں کو ضروری سمجھتا ہے جنوبی کوریا کی روایتی فوجی قوت پر غالب آنے اور امریکہ کو طیش دلانے کے لئے جس کے ہزاروں فوجی جنوبی کوریا کے غیر فوجی علاقے Demilitarized Zone میں موجود ہیں۔ دوسری وجہ، یہ ایٹمی طاقتوں کا سامنا کرنے

کی خاطر ہے۔مثال کے طور پر جب سوویت یونین چین کو کوریا کی جنگ کے دوران ایٹمی تحفظ Nuclear Umbrella فراہم کرنے میں ناکام ہوا تو چین ایٹمی ہتھیاروں کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا جس کے نتیجے میں بھارت نے اپنے ایٹمی پروگرام کو آگے بڑھایا اور نتیجتاً پاکستان نے اپنے ایٹمی پروگرام پر کام کیا چنانچہ تینوں ریاستیں اب ایک دوسرے کے ساتھ ایٹمی برابری حاصل کرنا چاہتی ہیں تا کہ کسی بھی ایٹمی حملے کے اندیشہ کو ختم کیا جاسکے۔ (Waltz, K. (1981). The Spread of Nuclear Weapons: More May Be Better: Introduction. The Adelphi Papers, 21 (171), pp.383-425)

2۔البتہ صرف ایٹمی ہتھیاروں کا رکھنا ہی ایٹمی دشمنوں کے ایٹمی حملے کے خطرے کو ہٹانے Nuclear deterrence کے لیے کافی نہیں ہے۔ ایٹمی حملے کے خطرے کو ہٹانے کے لئے ضروری ہے کہ ریاستیں جو ایٹمی ہتھیار رکھتی ہیں وہ کسی بھی ممکنہ حملے کے خلاف اپنے ایٹمی ہتھیاروں کی حفاظت بھی کر سکیں۔ ایٹمی ہتھیاروں کو لانچ کرنے کی قابلیت اور دشمن کی ایٹمی تنصیبات وہتھیاروں کو نشانہ بنانے کی قابلیت کو First Strike کہتے ہیں اور ایٹمی حملے کو برداشت کرنے اور جوابی ایٹمی حملہ کرنے کو Second Strike کہتے ہیں یعنی ایٹمی حملے First Strike کے باوجود اپنا وجود قائم رکھ پانا اور پھر اس حملے سے ابھرنے کے ساتھ اتنی تعداد میں ایٹمی ہتھیاروں کا موجود ہونا تا کہ حملے پر غالب آسکیں اور اس کو ایٹمی تثلیث Nuclear Trinity کہتے ہیں اور یہ تب قائم ہوتی ہے جب ریاست کے پاس آبدوزیں (سب میریز) موجود ہوتی ہیں جس کے ذریعے وہ ایٹمی حملہ کر سکتی ہے، کیونکہ آبدوز کا سراغ لگانا مشکل ہوتا ہے اور اس میں قابلیت ہوتی ہے کہ وہ جوابی کارروائی کے ذریعے دشمن کی فضائیہ کو ناکارہ بنادے۔

3۔Nuclear deterrence اچھے طریقے سے تب کام کرتی ہے جب دونوں طاقتوں کے پاس Second Strike Capability موجود ہوتی ہے۔اس سے دونوں کو نقصان کا اندیشہ رہتا ہے اور اس اندیشے سے ہی ایک فریق دوسرے فریق پر حملہ کرنے First Strike سے باز رہتا ہے اور ایٹمی ماہرین جنگ اس کو Mututal Assured Destruction-MAD

چین ایٹمی ہتھیاروں کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا جس کے نتیجے میں بھارت نے اپنے ایٹمی پروگرام کو آگے بڑھایا اور نتیجتاً پاکستان نے اپنے ایٹمی پروگرام پر کام کیا چنانچہ تینوں ریاستیں اب ایک دوسرے کے ساتھ ایٹمی برابری حاصل کرنا چاہتی ہیں تا کہ کسی بھی ایٹمی حملے کے اندیشہ کو ختم کیا جاسکے۔

یعنی دونوں کی یقینی بربادی کہتے ہیں اس طرح روایتی ہتھیاروں کے بالمخالف ایٹمی ہتھیاروں کا کارآمد ہونا تب طے ہوتا ہے جب اس کے ذریعے سے دشمن کو ایٹمی حملہ کرنے سے روکا جاسکے۔

4۔چونکہ بھارت پاکستان نے ایٹم بم تجربات 1998 میں کیے تھے چنانچہ ایٹمی سائنسدان، ماہرین جنگ اور سیاستدانوں نے اوپر بیان کی گئی ایٹمی حکمت عملی کے نظریے کو عملی طور نافذ کرنے کی کوشش کی اور دونوں فریق مانتے ہیں کہ Mutually Assured Destruction -MAD کے نظریہ کی بناء پر برصغیر میں امن قائم ہے اور یہی وجہ میزائل ٹیکنالوجی کی زبردست تیاری اور ایٹمی ہتھیاروں کو کم وزن اور کم حجم پر بنانے اور اس کے اطراف میں درکار دیگر انتظام Operations کی کوششوں کے پشت پر کارفرما ہے ۔ مزید ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ Nuclear Deterrence کے نقطہ نظر سے دونوں ممالک کے حالیہ میزائل تجربات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ پچھلی دہائی کے دوران دونوں ممالک نے میزائل ٹیکنالوجی میں ترقی حاصل کی ہے اور First Strike کی قابلیت حاصل کرلی ہے البتہ حالیہ سرگرمیاں Second Strike کی قابلیت حاصل کرنے کی کوشش ہے اور اس کو ہم اس طرح سمجھ سکتے ہیں۔

ا- آبدوز سے میزائل لانچنگ نظام Submarine-launched ballistic missile (SLBM) :9 جنوری 2017 کو پاکستان نے بحر ہند میں ایک نامعلوم مقام پر "بابر-3" میزائل کا کامیاب تجربہ کیا، جو پانی کے اندر سے 450 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہدف کا نشانہ بنانے کے لیے فائر کیا گیا تھا اور اس کو سمندر میں کیا گیا تا کہ ظاہر نہ ہوسکے۔ پاکستانی فوج نے کہا کہ وہ "بابر-3" میزائل کا تجربہ کر رہے تھے جس کی وجہ سے اسلام آباد کو Second Strike کی قابلیت ملتی ہے۔

https://www.wsws.org/en/articles/2017/02/28/inpk-f28.html

البتہ پاکستان کے پاس ایٹمی آبدوز نہیں ہے اور اس کو ڈیزل اور الیکٹرک سے چلنے والی آبدوز میں "بابر-3"

میزائل کو لے کر چلنا پڑتا ہے جس کے پاس پانی میں لمبے عرصہ تک رہنے کی قابلیت نہیں ہے۔" بابر-3 "پاکستان کا بھارت کے "k4 "میزائل سسٹم کا جواب ہے جو ہندوستان کے submarines-launched ballistic missile (SLBM) سسٹم سے لانچ کیا جاتا ہے اور اس کو مئی 2014 میں 3000 کلومیٹر کی حد تک ہدف کا نشانہ بنانے کے لیے لانچ کیا گیا تھا اور یہ پاکستان اور چین میں مار کر سکتا ہے اور اس طرح بھارت اور پاکستان دونوں Second Strike کی قابلیت رکھتے ہیں۔

ب- Multiple independently targetable reentry vehicles (MIRV):

بھارت نے دسمبر 2016 اور جنوری 2017 میں دو میزائل تجربات کیے تھے، جس میں پہلا 'اگنی-5' تھا جو سطح سے سطح پر مار کرنے والا بلاسٹک میزائل ہے جو ایٹمی ہتھیاروں کی فوری مستعدی کے لئے ہے اور دوسرا 'اگنی-5' میزائل کثیر مقصدی ایٹمی ہتھیاروں کو 5000 کلومیٹر دوری تک لے جانے والا بلاسٹک میزائل ہے۔ اس کے علاوہ جنوری 2017 میں دہلی نے 'اگنی-4' کا تجربہ کیا تھا جو 4000 کلومیٹر مار کرنے والا میزائل سسٹم ہے۔ 'اگنی-5' میزائل سسٹم چین کے اندر موجود ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اس سال پاکستان نے ابابیل میزائل سسٹم کا تجربہ کیا جو ایک multiple independently targetable reentry vehicles MIRV سسٹم ہے اور پاکستانی آرمی کے جاری کردہ بیان کے مطابق: "ابابیل کو ٹیسٹ کرنے کا پہلا آپریشن کامیاب ہوا جو 2400 کلومیٹر کی حد تک سطح سے سطح پر مار کرنے والا بلاسٹک میزائل سسٹم ہے جو MIRV ٹیکنالوجی کے ذریعے ایک ساتھ کئی ہتھیاروں کو لے جاسکتا ہے اور دشمن کے ایک ساتھ کئی مقامات کو تفصیلی طور پر نشانہ بنا سکتا ہے اور دشمن کے ریڈار کو ڈھیر کر سکتا ہے:

https://www.dawn.com/news/1310630

پاکستان نے ابابیل میزائل اس طرح ڈیزائین کیا ہے جو بھارت کے بلاسٹک میزائل ایٹمی شیلڈ یعنی میزائل سے بچنے کے چھتری کے نظام پر حاوی آجائے۔

> بھارت اور پاکستان کے درمیان ہتھیاروں کی دوڑ Second Strike کے استعمال کے قابل ہونے کے لئے ہے جو بھارت کے دشمن یعنی چین کے ساتھ ایٹمی توازن کو ختم کر دے گا جبکہ چین اس وقت ایٹمی Deterrence پر بہت کم توجہ دے رہا ہے

بھارت نہایت تیزی سے Interceptor Missiles جیسے کہ 'ایشون' کی تیاری میں ہے تاکہ پاکستان کے ممکنہ ایٹمی میزائل کو فضاء میں مار گرائے، البتہ MIRV ٹیکنالوجی کی وجہ سے ایک ایٹمی میزائل کئی میزائلوں میں تبدیل ہوجاتا ہے جو Missile Interceptor System کو ناکارہ کر دیتا ہے۔

5۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ہتھیاروں کی دوڑ Second Strike کے استعمال کے قابل ہونے کے لئے ہے جو بھارت کے دشمن یعنی چین کے ساتھ ایٹمی توازن کو ختم کر دے گا جبکہ چین اس وقت ایٹمی Deterrence پر بہت کم توجہ دے رہا ہے اور بھارت کے تیزرفتاری سے MIRV ٹیکنالوجی اور ایٹمی آبدوز کی تیاری نے بھارتی سربراہوں کے حوصلے بلند کر دیے ہیں اور بھارت کے آرمی چیف جنرل بپن راوت کا کہنا ہے کہ اب بھارت دونوں محاذوں یعنی چین اور پاکستان سے ایک ساتھ لڑ سکتا ہے۔

http://www.ibtimes.co.uk/india-prepared-two-front-war-pakistan-china-says-new-army-chief-1599031

بھارت کے 'اگنی-5' کے تجربے نے چین کو طیش دلایا ہے اور چینی وزارت خارجہ کے ترجمان Chunying نے کہا ہے کہ: "اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا قانون واضح ہے کہ کیا بھارت ایٹمی ہتھیاروں کو لے جانے کی قابلیت رکھنے والے بلاسٹک میزائلوں کی تیاری کر سکتا ہے یا نہیں" اور چینی وزارت خارجہ نے مزید بیان دیا کہ 'اگنی-5' کی تیاری کے ذریعے بھارت چین کے مقابل آنے کی تمنا کر رہا ہے۔

http://www.upi.com/Defense-News/2016/12/27/India-tests-Agni-V-ballistic-missile-tensions-with-China-rise/9001482862013/

بقیہ صفحہ 28 پر

تحریک طالبان پاکستان کا اعترافی بیان بھارت کے لیے امریکی حمایت کی تصدیق کرتا ہے

پاکستان کے استحکام کے لیے خطے سے امریکہ و بھارت کی انٹیلی جنس کا خاتمہ کرو!

پریس ریلیز

26 اپریل 2017 کو آرمی نے جماعت الاحرار اور تحریک طالبان پاکستان کے سابق ترجمان لیاقت علی، جو کہ احسان اللہ احسان کے نام سے مشہور ہے، کا اعترافی بیان جاری کیا۔ اس اعترافی بیان میں اس بات کی تصدیق کی گئی کہ بھارت کی انٹیلی جنس ایجنسی 'را' پاکستان میں عدم استحکام کی ذمہ دار ہے۔ یہ کام وہ افغانستان سے قبائلی جنگجوؤں کے نیٹ ورک میں شامل ہو کر کر رہی ہے جہاں 'را' کو محفوظ ڈھکانے حاصل ہیں جو اسے امریکہ نے افغانستان پر حملہ اور قبضہ کرنے کے بعد فراہم کیے ہیں۔ حالیہ انکشافات، کہ کس طرح مسلمانوں کا مقدس خون غیر ملکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی نگرانی اور سرپرستی میں بہایا جارہا ہے، باجوہ-نواز حکومت کی نااہلی کو بے نقاب کرتے ہیں کہ وہ سانپ، امریکہ، کا سر نہیں کاٹ رہی بلکہ اس سے بھی بدتر یہ کردار ادا کر رہی ہے کہ اسے خطے میں اپنی صلیبی موجودگی برقرار اور مستحکم کرنے کے لیے مکمل سیاسی و فوجی معاونت فراہم کر رہی ہے۔ ٹی ٹی پی کا اعترافی بیان صرف 'را' کے کردار کو ہی بے نقاب نہیں کرتا بلکہ اس سے یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ 'را' افغانستان میں داخل ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔ یقیناً، یہ خطے میں امریکہ کی موجودگی ہے جس نے افغانستان میں بھارتی انٹیلی جنس کو داخل ہونے اور قدم جمانے میں "ماسٹر مائنڈ" اور "سہولت کار" کا کردار ادا کیا۔ افغانستان پر امریکی حملے سے قبل بھارت کو افغانستان میں داخل ہونے کی کوئی امید نہیں تھی۔ لیکن مشرف نے امریکہ کو مکمل معاونت فراہم کی اور اسلام آباد کا شکریہ واشنگٹن نے ایسے ادا کیا کہ اس نے بھارت کے لیے افغانستان کے دروازے فوراً کھول دیے۔ اور اس دن سے لے کر آج تک ہر آنے والی حکومت نے خطے میں امریکہ کی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لیے کردار ادا کیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے امریکی مطالبات "ڈومور" کے سامنے سر تسلیم خم کیا تاکہ نہ صرف افغانستان میں امریکی صلیبی افواج کے خلاف مسلمانوں کی مزاحمت ختم کی جائے بلکہ اس کے حقیقی اتحادی بھارت کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں بھی مزاحمت ختم کی جائے۔

پاکستان اور خطے میں عدم استحکام اور افراتفری کی بنیادی وجہ خطے میں بھارت کے پیچھے امریکی موجودگی ہے، کیونکہ بھارت بذات خود پاکستان کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنے کی نہ تو ہمت رکھتا ہے اور نہ ہی صلاحیت سوائے اس کے کہ امریکہ اس کی پشت پناہی کرے۔ لیکن حکمران بجائے اس کے کہ امریکہ کی موجودگی کو ختم کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کریں جیسا کہ امریکی انٹیلی جنس، غیر سرکاری فوج اور سفارتی اہلکاروں کی ملک بدری، سفارت خانے، قونصل خانوں اور اڈوں کی بندش، وہ تو الٹا اس کی موجودگی کو برقرار بلکہ مزید وسعت دینے کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حکمران یہ جھوٹا دعویٰ کر رہے ہیں کہ امریکہ سے اتحاد پاکستان کی سیکیورٹی اور خوشحالی کی ضمانت ہے جس پر صرف بے وقوف شخص ہی یقین کر سکتا ہے جو اب بھی انہیں ایمان دار سمجھتا ہے!

افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران!

درحقیقت ٹی ٹی پی کے انکشافات پاکستان کے خلاف بھارت کی تخریبی سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے سے زیادہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کے خلاف چارج شیٹ ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ امریکہ اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کا دشمن ہے اور واشنگٹن خطے میں بھارتی بالادستی اور چین و اسلامی احیاء کے خلاف بھارت کو استعمال کرنے کے لیے اسے طاقتور بنا رہا ہے۔ یہ جاننے کے بعد تو پھر کوئی غدار ہی امریکہ کی مدد و معاونت اور حمایت کرے گا کیونکہ ایسا کرنے کے نتیجے میں بھارت اس قابل ہوتا ہے کہ وہ افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ باجوہ-نواز حکومت نے ہمارے دشمنوں کو قبائلی مسلمانوں اور ہماری افواج کے درمیان فتنے کی جنگ جاری و ساری رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ وہ آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ آپ کو سانپ کا سر کچل دینے یعنی امریکہ کی موجودگی کو ختم کرنے کے لیے حرکت میں لائیں، جس کا خاتمہ آپ چند گھنٹوں میں کر سکتے ہیں، آپ کو سانپ کی دم کی پیچھے لگایا ہوا ہے۔

بقیہ صفحہ 27 پر

کشمیر سے غداری کے خلاف مظاہرے

حکمرانوں کی کرپشن میں "اکھنڈ بھارت" کی راہ ہموار کرنا بھی شامل ہے

پریس نوٹ

مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والے شدید مظالم میں اضافے، جس میں ایک کشمیری مسلمان کو انسانی ڈھال کے طور پر بھارتی فوج کی جیپ کے سامنے باندھنے اور کشمیری مسلمان نوجوانوں کو شدید تشدد کا نشانہ بنا کر پاکستان کے خلاف زبردستی نعرے لگانے پر مجبور کرنا بھی شامل ہے، اور بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کے حکمرانوں کے کرپٹ موقف اور عمل کے خلاف حزب التحریر ولایہ پاکستان نے مظاہرے کیے۔ مظاہرین نعرے لگا رہے تھے کہ، **"مسئلہ کشمیر مذاکرات سے نہیں پاک فوج کے منظم جہاد سے حل ہو گا"**، **"حکمران اکھنڈ بھارت اور کشمیر سے غداری کی راہ پر چل رہے ہیں"** اور **"مسلمانوں کی ڈھال، خلافت"**۔

مذاکرات امریکی منصوبے کا حصہ ہیں جس کا اعادہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کیا تاکہ کشمیر اور پاکستان کے مسلمانوں کی توجہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی بھارت کے خلاف بہادرانہ اور جرات مندانہ جدوجہد سے ہٹ جائے اور بھارت کو حالات پر قابو پانے کا موقع مل جائے۔ اس کے علاوہ امریکی حمایت یافتہ مذاکرات کے ذریعے دیے جانے والے نام نہاد حل کا مقصد بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں استحکام فراہم کرنا ہے جو بھارت خود سے پچھلے 70 سالوں میں لڑ کر حاصل نہیں کر سکا۔ یہ امریکہ کا منصوبہ ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ خطے میں بھارت ایک بالادست طاقت بنے تاکہ اسے اسلامی تحریکوں اور چین کے خلاف استعمال کیا جاسکے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے سے قطع نظر موجودہ سیاسی نظام اور قیادت کبھی بھی کشمیر کی آزادی کے لیے پاکستان کی افواج کو حرکت میں نہیں لائے گا۔ جب تک جمہوریت رہے گی، کرپشن بھی رہے گی کیونکہ کرپشن کی بنیاد اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو نظر انداز کرنا ہے۔ پاکستان کی افواج صرف خلافت راشدہ میں ہی حرکت میں آئیں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ کو مسلمانوں کا امام اور ڈھال قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، **إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَلَ كَانَ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرٌ وَإِنْ يَأْمُرْ بِغَيْرِهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ**" بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرے اور انصاف فراہم کرے، تو اس کے لیے اجر عظیم ہے؛ اور اگر وہ اس بر خلاف کرے تو یہ اس کے لیے برا ہو گا" (مسلم)۔ لٰہذا نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے بعد خلیفہ راشد کشمیر، فلسطین اور تمام مقبوضہ مسلم علاقوں کی آزادی کے لیے مسلمانوں کی عظیم افواج کو حرکت میں لائے گا۔ تو پاکستان کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد کا حصہ بنیں اور افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران سے پاکستان میں خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ دینے کا مطالبہ کریں۔

حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس

23 رجب 1438 ہجری/20 اپریل 2017

مسئلہ کشمیر مذاکرات سے نہیں
پاک فوج کے منظّم جہاد سے حل ہوگا۔
زب التحریر ولایہ پاکستان

pepsi
pepsi
India Army's Use of Kashmir Protester as
'Human Shield' Sparks Outrage
The Human Shield Is Not Hu
کشمیر کا مسئلہ مذاکرات سے نہیں
بلکہ افواج کے منظم جہاد سے حل ہوگا

ZONG
مسلمانوں کی ڈھال
خلافت
مسلمانوں کی ڈھال
خلافت
POLO

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک وہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس